عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختمِ نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY **KHATM-E-NUBUWWAT** KARACHI PAKISTAN

جلد: ۳۹ | ۱۳تا۲۰ رجمادی الثانی ۱۴۴۱ھ مطابق ۸تا۱۵ رفروری ۲۰۲۰ء | شمارہ: ۶

مرزا غلام قادیانی کے جھوٹ

امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سیرت

چند درخشاں پہلو

اسلام ہی انسانیت کا محافظ ہے

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

اکلوتی بیٹی کا وراثت میں حصہ

س:......ایک شخص کی کوئی نرینہ اولاد نہیں ہے، صرف ایک بیٹی ہے اور وہ شخص اپنی زندگی میں ہی اپنی ساری جائیداد اپنی اکلوتی بیٹی کو دینا چاہتا ہے، کیا شریعت میں اس کی اجازت ہے؟ اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو دیگر ورثاء کو کتنا ملے گا؟ اور بیٹی کو کتنا ملے گا، دیگر ورثاء میں چچازاد بھائی ہیں۔

ج:......والدین اگر زندگی میں ہی سب کچھ اپنی اولاد کو دینا چاہیں تو دے سکتے ہیں، لیکن دوسرے ورثاء کو محروم کرنے کی نیت نہ ہو ورنہ گناہگار ہوں گے۔ ترکہ میں سے کل جائیداد کا نصف بیٹی کو ملتا ہے اور بقیہ نصف دیگر ورثاء کو ملے گا، اپنے اپنے حصوں کے بقدر۔ لہٰذا صورت مسؤلہ میں آپ کی وفات کے بعد آپ کا کل ترکہ میں سے نصف آپ کی بیٹی کو اور بقیہ نصف آپ کے چچازاد بھائیوں میں تقسیم ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

کافر کو کافر کہنا حق ہے

س:......کیا قادیانیوں کو کافر نہیں کہنا چاہئے؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ قادیانی بھی مسلمانوں کی طرح قرآن، نماز، روزہ، زکوٰۃ وغیرہ ادا کرتے ہیں بلکہ بعض مسلمانوں سے زیادہ اچھے اخلاق والے ہوتے ہیں، اس لئے ان کو کافر نہیں کہنا چاہئے ان کی دل آزاری ہوتی ہے۔ کیا یہ بات درست ہے؟

ج:......اسی نوعیت کا ایک سوال شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ سے کیا گیا، حضرتؒ نے اس کا جو جواب تحریر فرمایا، وہ ملاحظہ فرمائیں:

”س:... کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی روشنی میں ”کسی کافر کو بھی کافر نہیں کہنا چاہئے“ چنانچہ قادیانیوں کو کافر کہنا درست نہیں ہے۔ مزید یہ کہ اگر کوئی صرف زبان سے کلمہ پڑھ لے اور اپنے کو مسلمان ہونے کا اقرار کرے، جبکہ حقیقت میں اس کا تعلق قادیانیت یا کسی اور عقیدے سے ہو تو کیا وہ شخص صرف زبانی کلمہ پڑھ لینے سے مسلمان کہلائے گا؟ ازراہ کرم مسئلہ ختم نبوت کی وضاحت تفصیل سے بتائیے۔

ج:... یہ تو کوئی حدیث نہیں کہ ”کافر کو کافر نہ کہا جائے“ قرآن کریم میں بار بار ”ان الذین کفروا، الکافرون، لقد کفر الذین قالوا“ کے الفاظ موجود ہیں، جو اس نظریہ کی تردید کے لئے کافی وشافی ہیں اور یہ اصول بھی غلط ہے کہ جو شخص کلمہ پڑھ لے (خواہ مرزا غلام احمد قادیانی کو ”محمد رسول اللہ“ ہی مانتا ہو) اس کو بھی مسلمان ہی سمجھو، اس طرح یہ اصول بھی غلط ہے کہ جو شخص اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہو خواہ خدا اور رسول کو گالیاں ہی بکتا ہو، اس کو بھی مسلمان ہی سمجھو۔

صحیح اصول یہ ہے کہ جو شخص حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پورے دین کو مانتا ہو اور ”ضروریاتِ دین“ میں سے کسی بات کا انکار نہ کرتا ہو، نہ توڑ مروڑ کر ان کو غلط معانی پہناتا ہو وہ مسلمان ہے، کیونکہ ”ضروریاتِ دین“ میں سے کسی ایک کا انکار کرنا یا اس کے معنی ومفہوم کو بگاڑنا کفر ہے۔ قادیانیوں کے کفر وارتداد اور زندقہ والحاد کی تفصیلات اہلِ علم بہت سی کتابوں میں بیان کرچکے ہیں۔ جس شخص کو مزید اطمینان حاصل کرنا ہو وہ میرے رسالہ ”قادیانی جنازہ، قادیانیوں کی طرف سے کلمہ طیبہ کی توہین“ اور ”قادیانیوں اور دوسرے غیر مسلموں میں کیا فرق ہے؟“ ملاحظہ کرلیں۔ دفتر ختم نبوت، جامع مسجد باب الرحمت، پرانی نمائش محمد علی جناح روڈ، کراچی سے یہ رسائل مل جائیں گے۔“ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

مجلس ادارت
مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری، صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، علامہ احمد میاں حمادی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۹ ۱۳ تا ۲۰ رجمادی الثانی ۱۴۴۱ھ مطابق ۸ تا ۱۵ ر فروری ۲۰۲۰ء شمارہ:۶

سرپرست
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ
حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفی

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین و آرائش:
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

اسلامی نظریاتی کونسل اور 1973ء کا آئین	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
یکساں نصاب تعلیم اور دینی مدارس	۷	حضرت مولانا زاہد الراشدی مدظلہ
امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیقؓ	۹	جناب عتیق الرحمن صاحب
اسلام ہی انسانیت کا محافظ ہے	۱۴	مولانا عبدالواحد قاسمی مدظلہ
شیخ الحدیث مولانا قاری عطاء الرحمن کی رحلت	۱۷	جناب عبداللہ اعوان صاحب
مرزا غلام احمد قادیانی کے جھوٹ	۱۹	بیان: مولانا سیّد اسعد مدنیؒ
نزول عیسیٰ علیہ السلام اور مرزائی عقیدہ (۲۷)	۲۳	بیان: مولانا محمد علی جالندھریؒ
خبروں پر ایک نظر	۲۶	ادارہ
تبصرۂ کتب	۲۷	ایضاً

بیاد

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرِ تعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر
فی شمارہ ۱۵ روپے، ششماہی: ۳۵۰ روپے، سالانہ: ۷۰۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سیّد شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

سحبان الہند حضرت مولانا احمد سعید دہلویؒ

خدا کا دیدار

(گزشتہ سے پیوستہ) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا یارسول اللہ! کیا ہم اپنے رب کو دیکھیں گے؟ آپؐ نے فرمایا: کیا تمہیں آفتاب کے دیکھنے میں یا چودھویں کا چاند دیکھنے میں کوئی شک ہوتا ہے؟ ہم نے عرض کیا: نہیں! آپؐ نے فرمایا: اسی طرح تم کو اپنے رب کے دیکھنے میں کوئی شک نہیں ہوگا اور اس مجلس میں کوئی شخص ایسا باقی نہ رہے گا، جس سے اللہ تعالیٰ بلاواسطہ کلام نہ کرے، یہاں تک کہ ان حاضرین میں سے ایک شخص سے فرمائے گا: اے فلاں ابن فلاں! تجھ کو وہ دن یاد ہے جس دن تو نے ایسا ایسا کیا تھا؟ پھر اس کو اس کی بعض عہد شکنی یاد دلائے گا جو دنیا میں اس سے واقع ہوئی تھی، یہ عرض کرے گا: اے میرے رب! کیا تو نے میرے وہ گناہ بخش نہیں دیئے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: بے شک! بخش دیئے اور یہ میری رحمت کی وسعت اور میری مغفرت کی فراخی ہے، جس کے باعث تو اس مرتبہ پر پہنچا ہے۔ پس اہل مجلس اس حال میں ہوں گے کہ ان کے اوپر ایک ابر آئے گا اور ان کو ڈھانک لے گا اور یہ بادل بجائے پانی کے ان پر ایسی خوشبو برسائے گا جو اس سے پیشتر سونگھنے میں نہ آئے ہوگی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اور ہمارا رب فرمائے گا: آؤ اس بزرگی اور کرامت کی طرف جو میں نے تمہارے لئے تیار کی ہے اور جس قدر تم کو خواہش ہو وہ لو۔ یعنی خوب اچھی طرح دل بھر کر اس خواہش کو حاصل کرو، اس کے بعد ہم ایک بازار میں آئیں گے جس کو ملائکہ نے اپنے پروں سے ڈھانک رکھا ہوگا اور اس میں وہ سامان ہوگا جس کو آنکھوں نے کبھی نہ دیکھا ہوگا اور نہ کبھی کانوں نے سنا ہوگا اور نہ کبھی کسی کے دل میں اس کا تصور گزرا ہوگا۔ جس نعمت کو ہم چاہیں گے وہ اس بازار میں ہم کو دی جائے گی۔ اس بازار میں بیع وشرا نہیں ہوگی۔ اس بازار میں اہل جنت آپس میں ایک دوسرے سے ملاقات کریں گے۔

اسی روایت میں ہے کہ جب ہم سب لوگ لوٹ کر اپنے اپنے محلوں میں آجائیں گے تو ہم سے ہماری بیویاں ملاقات کریں گی اور کہیں گی مبارک اور شادمانی ہو کیا بات ہے تمہارا حسن وجمال اس وقت سے زیادہ ہوگیا، جس وقت تم ہمارے پاس سے گئے تھے، پس ہم لوگ اپنی اپنی بیویوں کے جواب میں کہیں گے: آج ہم نے اپنے رب جبار! کے ساتھ ہم نشینی کا فخر حاصل کیا ہے اور ہم اس تبدیلی کے لائق ہیں جو ہم میں پائی جاری ہے۔ (ترمذی)

حضرت مولانا مفتی محمد نعیم دامت برکاتہم

صلوٰۃ الحاجات

س:...... صلوٰۃ الحاجات کسے کہتے ہیں اور اس کی کتنی رکعتیں ہوتی ہیں؟

ج:...... قرآن عزیز میں ہے: ”اے ایمان والو! صبر اور نماز کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے مدد چاہو۔“ احادیث مبارکہ میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی اہم بات پیش آجاتی تھی تو آپ فوراً نماز کی طرف متوجہ ہوجایا کرتے تھے۔ چنانچہ شریعت نے ترغیب دی ہے کہ جب بھی کوئی ضرورت پیش آجائے چاہے وہ چھوٹی ہو یا بڑی، دنیوی ہو یا دینی، کسی ناگوار، تکلیف دہ چیز سے بچنا ہو، یا کسی خوشگوار ومفید چیز کو حاصل کرنا تو جیسے اس کے لئے مادی تدابیر اختیار کی ہیں، ایسے ہی اس کے لئے روحانی تدبیر بھی اختیار کی جائے اور وہ یہ ہے کہ جیسے ہی کوئی فوری ضرورت پیش آجائے اور اس وقت نفل نماز پڑھے جانے کا وقت اور موقع ہو تو دو رکعات صلوٰۃ الحاجات کی نیت کرتے ہوئے پڑھی جائیں اور اس مقصد کے حصول کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی جائے (مثلاً ہم خود کسی بیماری میں مبتلا ہوں یا ہمارا کوئی متعلق بیمار پڑ جائے تو جہاں ہم علاج کرانے کی تدبیر کرتے ہیں، وہاں اسے بھی ایک روحانی تدبیر کا درجہ دیں اور دو رکعات صلوٰۃ الحاجات کی نیت سے پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے شفا مانگیں)۔

نوٹ: نماز استخارہ آئندہ پیش آنے والی ضرورت کے لئے پڑھی جاتی ہے اور نماز حاجات فوری ضرورت کے لئے پڑھی جاتی ہے۔

نماز احرام

س:...... نماز احرام کسے کہتے ہیں اور اس کی رکعات کی تعداد کتنی ہے؟

ج:...... حج اور عمرہ کرنے والے بیت اللہ کا طواف مرد احرام کی چادریں باندھ کر اور عورتیں احرام کی حالت میں کرتی ہیں۔ اس احرام کی حالت میں آنے کے بعد شریعت نے دو رکعات پڑھنے کی تعلیم دی ہے۔ اس نماز کو نماز احرام کہتے ہیں اور اس نماز کو سر ڈھانپ کر نفل نماز پڑھے جانے کے مواقع اور اوقات میں پڑھا جاتا ہے۔

ادار یہ

محمد اعجاز مصطفی

اسلامی نظریاتی کونسل اور 1973ء کا آئین

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللّٰہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

بدقسمتی سے پاکستان کو ایک ایسا وزیر ملا ہے جو ہر وقت اداروں کی اکھاڑ پچھاڑ کے پیچھے پڑا ہوا ہے، پہلے اس نے پاکستانی نوجوانوں سے کہا کہ مستقبل آپ نے گزارنا ہے، ان مولویوں نے نہیں، لہٰذا آپ اپنے طور پر زندگی گزاریں۔ پھر یہ بیان دیا کہ تمام اداروں کو چاہئے کہ مل بیٹھ کر نئے سرے سے اپنے اپنے اختیارات کی حدود متعین کریں، پھر رویت ہلال کمیٹی کی تحلیل اور نیا کیلنڈر لانے کا اعلان کیا، اب اس نے یہ کہا ہے کہ اسلامی نظریاتی کونسل جیسے ادارے پر کروڑوں روپے خرچ کرنا سمجھ سے بالاتر ہے۔ جناب محترم فواد چوہدری صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ: اسلامی نظریاتی کونسل پر سنجیدہ سوالات ہیں، انہوں نے کہا کہ آج تک مذہبی طبقات کی سوچ کو نظریاتی کونسل سے کوئی راہنمائی نہیں ملی۔

بظاہر یہ لگتا ہے کہ شاید جناب فواد چوہدری صاحب کو اسلامی نظریاتی کونسل کی آئینی حیثیت کا علم نہیں۔ اگر ایسا ہی ہے تو حکومتی افراد یا اسلامی نظریاتی کونسل کے ذمہ داران کو چاہئے کہ وہ انہیں بتلائیں کہ اسلامی نظریاتی کونسل ایک آئینی ادارہ ہے، ۱۹۷۳ء کے آئین کے تحت قومی اسمبلی، سینیٹ، صوبائی اسمبلیاں وغیرہ آئینی ادارے ہیں، اسی طرح اسلامی نظریاتی کونسل بھی ایک ادارہ ہے اور ۱۹۷۳ء کے آئین میں اس کی تشکیل، اس کے اراکین کون ہوں گے، کتنے ہوں گے اور ان کی ذمہ داریاں کیا ہوں گی سب کچھ وضاحت کے ساتھ موجود ہے۔ جیسا کہ لکھا ہے:

”(۲۲۸) اسلامی کونسل کی تشکیل:

۱:... نوے دن کے اندر اندر ایک اسلامی کونسل قائم کی جائے گی، جسے ”کونسل آف اسلامی آئیڈیالوجی“ کہا جائے گا۔

۲:... اسلامی کونسل کے کل ارکان کی تعداد کم از کم آٹھ اور زیادہ سے زیادہ بیس ہوگی۔ ان ارکان کو صدر مملکت مقرر کرے گا۔ ضروری ہوگا کہ یہ لوگ اسلام کے متعلق علم رکھتے ہوں۔ اس کے فلسفے سے آگاہ ہوں۔ انہیں پاکستان کے قانونی، معاشی، سیاسی اور انتظامی مسائل کا علم بھی ہونا چاہئے۔

۳:... کونسل کے ارکان کا تقرر کرتے ہوئے صدر ان باتوں کا خاص طور پر دھیان رکھے گا:

الف:... جہاں تک قابل عمل ہوگا مختلف مکاتب فکر کے لوگوں کو اس میں شریک کیا جائے گا۔

ب:... کم از کم دو افراد ایسے ہوں گے جو یا تو سپریم کورٹ یا ہائی کورٹ کے جج ہوں گے یا رہ چکے ہوں گے۔

ج:... کم از کم چار افراد ایسے ہوں گے جو کم از کم پندرہ سال تک اسلامی ریسرچ کرتے رہے ہوں گے یا اس کا درس دیتے رہے ہوں گے۔

د:... کم از کم ایک رکن عورت ہوگی۔

۴:... کونسل کے ارکان میں ایک کو صدر مملکت کی طرف سے کونسل کا چیئرمین مقرر کر دیا جائے گا۔

۵:... ایک فرد تین سال تک اسلامی کونسل کا ممبر رہے گا۔

۶:... اسلامی کونسل کا کوئی ممبر اپنے عہدے سے مستعفی ہو سکے گا، وہ اپنی تحریر میں عہدے سے استعفیٰ صدر کو بھیجے گا، اگر اسلامی کونسل کے ارکان کی اکثریت کسی رکن کے خلاف قرارداد منظور کر کے صدر کو بھیجے گی تو صدر ایسے رکن کو عہدے سے الگ کر سکے گا۔

(۲۲۹) صدر، گورنر اور مجلس شوریٰ رپارلیمنٹ اسلامی کونسل کی رائے پوچھ سکیں گے:

صدر اور گورنر اسلامی کونسل سے رائے طلب کر سکیں گے۔ اگر کسی ایوان یا صوبائی اسمبلی کے ۲/۵ ارکان حمایت کریں گے تو ایوان بالا یا اسمبلی کسی سوال کو کونسل کی رائے معلوم کرنے کے لئے اس کے پاس بھیج سکے گی کہ کیا کوئی مسودہ قانون اسلامی اصولوں سے متصادم ہے یا نہیں؟

(۲۳۰) اسلامی کونسل کے فرائض:

اسلامی کونسل کے فرائض مندرجہ ذیل ہوں گے:

۱:... پارلیمنٹ اور صوبائی اسمبلیوں کو ایسی سفارشات پیش کرے گی جن پر عمل پیرا ہو کر ایک عام مسلمان اپنی انفرادی زندگی اور اجتماعی زندگی قرآن وسنت کے اصولوں کے مطابق بسر کر سکے۔

۲:... کونسل طلب کئے جانے پر صدر، گورنر، پارلیمنٹ، کسی ایک ایوان اور صوبائی اسمبلی کو مشورے فراہم کرے گی اور انہیں کسی مخصوص بل کے بارے میں مطلع کرے گی کہ وہ بل اسلام کے اصولوں کے مطابق ہے یا نہیں۔

۳:... ایسی سفارشات پیش کرے گی جن پر عمل کر کے موجودہ قوانین کو بتدریج اسلامی انداز میں ڈھالا جا سکے گا۔ کونسل یہ بھی بتائے گی کہ قوانین کو اسلامی طرز پر ڈھالنے کے لئے انہیں کتنے مرحلوں میں منقسم کرنا ہوگا۔

۴:... ایسے اصولوں کو جو اسلامی روح کے مطابق ہوں اور جن کو قانونی درجہ دینا ضروری ہو، کونسل سلیقے سے ترتیب دے گی تا کہ پارلیمنٹ اور اسمبلیاں ان سے راہنمائی حاصل کر سکیں۔

۵:... جب کوئی سوال صدر، گورنر، پارلیمنٹ یا صوبائی اسمبلی کی طرف سے مشورہ کے لئے کونسل کو پیش کیا جائے گا تو کونسل کے لئے لازمی ہوگا کہ وہ پندرہ دنوں کے اندر صدر، گورنر، پارلیمنٹ یا صوبائی اسمبلی (جس نے بھی مشورہ طلب کیا ہو) کو اطلاع دے کہ وہ مشورہ کب تک فراہم کر دے گی۔

۶:... اگر فوری ضرورت ہوگی اور صدر، گورنر، پارلیمنٹ یا صوبائی اسمبلی محسوس کرے گی کہ قانون کے بارے میں کونسل کا مشورہ دیر سے ملنے کا امکان ہے تو وہ مشورہ کے پہنچنے سے پہلے ہی قانون بنا سکتے ہیں۔ یہ قدم عوامی مفاد کے تقاضوں کے تحت اٹھایا جا سکتا ہے۔ اگر قانون منظور ہو جاتا ہے اور کونسل اس کے بارے میں رائے دیتی ہے کہ وہ اسلام کے اصولوں کے منافی ہے تو صدر، گورنر، پارلیمنٹ یا صوبائی اسمبلی (جو بھی متعلق ہو) اس قانون کو ایک بار پھر ایوان میں پیش کروائے گا۔

۷:... اپنے قیام کے بعد کونسل سات سال کے اندر آخری رپورٹ پیش کرے گی اور ہر سال ایک عبوری رپورٹ پیش کرتی رہے گی۔ رپورٹ چاہے آخری ہو یا عبوری، اسے دونوں ایوانوں کے سامنے پیش کیا جائے۔ یہ رپورٹ تمام صوبائی اسمبلیوں میں بھی پیش ہوگی تا کہ پارلیمنٹ اور اسمبلیوں میں اس پر بحث ہو سکے۔ پارلیمنٹ اور ہر اسمبلی رپورٹ کا جائزہ لینے کے بعد آخری رپورٹ پیش ہونے کے دو سال بعد تک اس کے مطابق قانون بنائے گی۔“

الحمدللہ! اسلامی نظریاتی کونسل نے اپنی تشکیل کے ساتھ ہی اس پر کام کرنا شروع کر دیا اور سو سے زائد سفارشات مرتب کر کے قومی اسمبلی کو بھجوائیں، لیکن تاحال ایک بھی سفارش قانون کا درجہ نہ پا سکی، ان حالات میں جناب وفاقی وزیر صاحب فیصلہ فرمائیں کہ آیا کونسل نے اپنی ذمہ داریاں پوری کیں یا نہیں؟ اصل بات یہ ہے کہ آج تک آنے والی تمام حکومتوں نے اسلامی نظریاتی کونسل کی پاس کردہ سفارشات کو آئینی اور قانونی حیثیت دینے کی طرف کوئی قدم ہی نہیں اٹھایا، حالانکہ حکومتوں کی آئینی ذمہ داری ہے کہ ان سفارشات پر قانون سازی کریں۔ علمائے کرام، دینی طبقہ اور عوام الناس کا یہ مطالبہ ہے کہ اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کو اسمبلیوں میں پیش کر کے ان پر قانون سازی کی جائے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین

یکساں نصابِ تعلیم اور دینی مدارس!

حضرت مولانا زاہد الراشدی مدظلہ

وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے ناظم اعلیٰ مولانا قاری محمد حنیف جالندھری نے گزشتہ روز درویش مسجد پشاور میں علماء کرام اور کارکنوں کے ایک بڑے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے جن خیالات وجذبات کا اظہار کیا ہے وہ پورے ملک کے دینی مدارس کے اساتذہ وطلبہ کے دل کی آواز ہیں، بالخصوص ان کا یہ کہنا کہ حکومت کے ساتھ جو معاہدات ہوئے ہیں ان پر اگر ان کی روح کے مطابق عمل نہ ہوا تو ہم ان کی پابندی ضروری نہیں سمجھیں گے۔

دینی مدارس کے وفاقوں کی مشترکہ تنظیم ''اتحاد تنظیمات مدارس دینیہ'' کے قائدین کے ساتھ وفاقی وزیر تعلیم کے چند ماہ قبل ہونے والے مبینہ معاہدہ کے بارے میں جن تحفظات کا مختلف سطحوں پر کچھ دنوں سے اظہار ہو رہا ہے اس کے پیش نظر وفاقوں کی قیادت کی طرف سے اپنے موقف کا واضح اظہار اور دینی مدارس کے منتظمین، اساتذہ، طلبہ اور معاونین کو اعتماد میں لینا ضروری ہوگیا تھا، جس کا آغاز پشاور سے ہوا ہے اور امید ہے کہ ملک کے دوسرے علاقوں میں بھی اس کا اہتمام کیا جائے گا۔

جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کے امیر مولانا فضل الرحمن مدظلہ نے دو روز قبل دینی مدارس کے وفاقوں کی ذمہ دار قیادت کے ساتھ اس سلسلہ میں تفصیلی بات کی ہے، جبکہ مختلف مکاتب فکر کے مشترکہ فورم ملی مجلس شرعی پاکستان کا ایک اجلاس لاہور میں راقم الحروف کی صدارت میں منعقد ہوا ہے جس میں مختلف دینی جماعتوں کے سرکردہ راہنماؤں نے شرکت کی اور ان کی طرف سے بھی تحفظات کا اظہار کیا گیا ہے۔

ان سرگرمیوں کی خبریں تفصیل کے ساتھ اخبارات اور سوشل میڈیا کے ذریعے سامنے آ چکی ہیں اس لئے ان کا اعادہ کرنے کی بجائے ہم ان خدشات وتحفظات کا ایک بار پھر تذکرہ کرنا چاہیں گے جن کا اگرچہ بار بار ذکر ہوتا آ رہا ہے، مگر موجودہ حالات کے پیش نظر انہیں پھر سے ایک ترتیب کے ساتھ پیش کرنا ضروری محسوس ہوتا ہے۔

دینی وعصری تعلیم کے درمیان پائی جانے والی موجودہ تقسیم کی ذمہ داری عام طور پر دینی مدارس پر ڈال دی جاتی ہے حالانکہ واقعاتی ترتیب یہ ہے کہ دینی وعصری تعلیموں کے یہ الگ الگ نظام ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی سے قبل موجود نہیں تھے، اور دینی وعصری علوم ایک ہی چار دیواری میں ایک ہی چھت کے نیچے صدیوں سے اکٹھے پڑھائے جا رہے تھے۔ مگر ۱۸۵۷ء کے بعد برطانوی حکومت نے نئے نظام تعلیم سے قرآن کریم، حدیث وسنت، فقہ وشریعت، عربی اور فارسی زبانوں کے مضامین خارج کر دیئے جن کا تسلسل باقی رکھنے کے لئے دینی مدارس کا نظام وجود میں آیا، جو بحمد اللہ تعالیٰ پوری کامیابی اور اعتماد کے ساتھ ان علوم کی تعلیم وتدریس کا ماحول اب تک قائم رکھے ہوئے ہے۔ ظاہر بات ہے کہ ان مدارس کا جداگانہ وجود ونظام اس وقت تک بہرحال موجود ومتحرک رہے گا جب تک یہ مضامین ریاستی نظام تعلیم میں اسی طرح دوبارہ شامل نہیں کر دیئے جاتے جیسا کہ ۱۸۵۷ء سے قبل تھے۔ کیونکہ قرآن، حدیث، فقہ اور عربی کے مضامین مسلمانوں کی ناگزیر دینی و ملی ضروریات کی حیثیت رکھتے ہیں جنہیں نہ ختم کیا جاسکتا ہے اور نہ ہی ان کی حیثیت میں کوئی کمی کی جاسکتی ہے۔

یکساں نصاب تعلیم ہماری قومی و دینی ضرورت ہے مگر یہ مذکورہ بالا علوم ومضامین کو ان کی اہمیت وضرورت کے مطابق تعلیمی نصاب ونظام کا حصہ بنائے بغیر ممکن نہیں ہے، اور اس کے بغیر یکساں نصاب تعلیم کے نام سے کوئی کورس رائج کرنا یکسانیت کی بجائے برطانوی حکومت کے اس تعلیمی ایجنڈے کو مسلط کرنے کے مترادف ہوگا جو اس نے ۱۸۵۷ء کے بعد نافذ کیا تھا اور جسے قبول نہ کرتے ہوئے امت مسلمہ نے دینی مدارس کا الگ نظام تشکیل دیا تھا۔

اس تناظر میں یکساں نصاب تعلیم کی موجودہ اسکیم کے بارے میں دو واضح تحفظات

سامنے آئے ہیں۔ ایک یہ کہ اس کی پشت پر دو غیر ملکی ادارے متحرک دکھائی دے رہے ہیں۔ ایک "واٹرایڈ" نام کی برطانوی این جی او ہے جس کا عنوان تو صاف پانی کی سپلائی میں مدد دینا ہے مگر اس کی عملی سرگرمیاں تعلیمی شعبوں بالخصوص نصاب کی تیاری میں مسلسل جاری ہیں۔ جبکہ دوسری تنظیم ایک امریکی ادارہ "یو ایس کمیشن ان انٹرنیشنل ریلجیس فریڈم" ہے جس کے کارندے اس سارے عمل کے ہوم ورک میں سب سے زیادہ متحرک بتائے جاتے ہیں۔ اس لئے اس بات کو پس منظر میں رکھنا اب مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن سا ہو گیا ہے کہ یہ نئی تعلیمی اسکیم قومی ضروریات اور ملی تقاضوں سے زیادہ بیرونی مداخلت اور غیر ملکی دباؤ کا پس منظر رکھتی ہے، جسے قبول کرنا پاکستانی قوم بالخصوص اسلام اور نظریہ پاکستان پر یقین رکھنے والے عوام کے لئے کسی طور پر ممکن ہی نہیں ہے۔

یہ معروضی حقیقت بھی اس یکطرفہ تاثر کو مضبوط بنانے کا باعث بنی ہے کہ نصاب سازی کا عملی کام کرنے والے گروپوں میں دینی مدارس کے اساتذہ کی نمائندگی دکھائی نہیں دے رہی، حالانکہ دینی مدارس اور عصری سکولوں کے لئے مشترکہ نصاب تشکیل دینے والے ورکنگ گروپوں میں دونوں کی مؤثر نمائندگی اس کے مشترکہ ہونے کا منطقی تقاضہ ہے جسے یکسر نظر انداز کر دیا گیا ہے۔

تحفظات کے دائرے میں ایک بات یہ بھی کہی جا رہی ہے کہ یکساں نصاب تعلیم اگر قومی دائرے میں ہے تو اس میں پاکستانی قوم کے ایک بڑے حصے کو تعلیم دینے والے دیگر پرائیویٹ تعلیمی نظام بھی شامل ہونے چاہئیں جو کہ نظر نہیں آ رہے۔ ورنہ اگر یہ یکساں نصاب تعلیم صرف دینی مدارس اور ریاستی اسکولوں کے لئے لازمی قرار دیا جا رہا ہے اور بیکن ہاؤس طرز کے دیگر تمام پرائیویٹ تعلیمی نیٹ ورک اس سے باہر ہوں گے تو اسے "یکساں قومی نصاب تعلیم" قرار نہیں دیا جا سکے گا۔

حکومت کی طرف سے پرائمری سطح پر مشترکہ نصاب تعلیم کا خاکہ جاری کر دیا گیا ہے جس کے بارے میں کہا گیا ہے کہ اسے بہرحال فائنل کر کے مارچ سے عملاً نافذ کر دیا جائے گا۔ اس خاکے پر مختلف تعلیمی حلقوں میں بحث وتمحیص کا سلسلہ جاری ہے، جبکہ ملی "مجلس شرعی پاکستان" نے اسے قبول نہ کرتے ہوئے اپنی طرف سے یکساں نصاب تعلیم کا متبادل خاکہ دینے کا فیصلہ کیا ہے جو ایک اچھی کوشش ہوگی۔ البتہ اس سلسلہ میں میری یہ تجویز ایک عرصہ سے ریکارڈ پر موجود ہے کہ دینی مدارس کے وفاقوں کو قومی تعلیمی ضروریات اور مفادات وتحفظات کو سامنے رکھتے ہوئے اپنا ایک جامع مسودہ مرتب کر کے پیش کرنا چاہئے کیونکہ جب تک دونوں طرف کے مسودے سامنے نہیں ہوں گے، کوئی واضح فیصلہ کرنا آسان نہیں ہوگا۔

اس لئے میں دینی مدارس کے تمام وفاقوں کی قیادت سے یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ جس طرح ہمارے اکابر نے دستوری حوالہ سے ۲۲ متفقہ نکات پیش کر کے ایک جامع دستاویز قوم کے حوالے کی تھی اسی طرح عصری ودینی تعلیم کے جملہ شعبوں اور مراحل کے حوالہ سے ایک جامع خاکہ بھی سامنے آ جانا چاہئے، تاکہ وہ ۲۲ متفقہ دستوری نکات کی طرح تعلیمی شعبوں میں قوم کی راہنمائی کی مستقل اساس بن جائے، اس کے سوا میرے خیال میں اس مسئلہ کا شاید کوئی مناسب حل نہیں نکل سکے گا۔

(روزنامہ اوصاف اسلام آباد، ۱۵ر جنوری ۲۰۲۰ء)

ملک محمد عارف شہیدؒ نے فتنہ قادیانیت کے خلاف ہمیشہ پُرامن جدوجہد کی: علماء کرام

لاہور (مولانا عبدالنعیم) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنماؤں مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، راقم الحروف، مولانا خالد عابد نے مجاہد ختم نبوت ملک محمد عارف بیوپاری کے بہیمانہ قتل کی شدید الفاظ میں مذمت کی ہے اور کہا ہے کہ ملک محمد عارف عظیم مجاہد ختم نبوت تھے محاذ ختم نبوت پر نڈر اور بیباکی سے کام کیا اور فتنہ قادیانیت کے خلاف ہمیشہ پرامن جدوجہد کی، بہت سادہ اور عام فہم انداز میں مختلف کتابیں اور لٹریچر تحریر کر کے نوجوان نسل کو قادیانیوں کی چال بازیوں سے بچایا۔ ان کی شہادت ایک بہت بڑا صدمہ ہے۔ علماء نے کہا کہ اس ملک عزیز میں آج کسی کی جان مال اور عزت محفوظ نہیں حتی کہ مساجد جو کہ امن ومحبت کا پیغام دیتی ہیں وہاں پر کوئی محفوظ نہیں۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ ملک محمد عارف کے قاتلوں کو فی الفور گرفتار کر کے قرار واقعی سزا دی جائے۔ علماء نے الزام عائد کیا کہ ملک محمد عارف کی شہادت کے پیچھے قادیانیوں کا ہاتھ ہے، مقدمہ کی تفتیش میں قادیانی جماعت کے مقامی افراد کو بھی شامل تفتیش کیا جائے۔ ملک عارف نے ہمیشہ فرقہ واریت سے بالا اور پرامن جدوجہد جاری رکھی اور بلاتفریق مسلک عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کا کام کیا اور فتنہ قادیانیت کے خلاف میدان عمل میں رہے۔

امیر المومنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

کی سیرت کے چند درخشاں پہلو

حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کا تعارف:

انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد انسانوں میں سب سے افضل شخصیت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں، جنہیں رسول اللہ ﷺ اپنا خلیل بنانا چاہتے تھے، جن کو قرآن کریم میں اللہ نے سچائی کی تائید کرنے والا اور حق و سچ کا پیکر و پرتو قرار دیا، جنہوں نے زمانہ جاہلیت میں بھی شراب و جوا اور ہمہ جہتی منکرات سے اجتناب کیا، جن کے بارے میں خلیفۂ عادل حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: میں ان کے مقام و مرتبہ تک کبھی نہیں پہنچ سکتا، وہ جنہیں آپ ﷺ نے مسلمانوں کی امامت تفویض کی، جنہیں جنت کے سبھی دروازے سے داخل ہونے کی دعوت دیں گے، وہ جس نے اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ پر اس قدر احسان کیے کہ خود رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرمانا پڑا کہ: ان کے احسانات کا بدلہ خود اللہ تعالیٰ چکائیں گے، وہ جو صرف عشرہ مبشرہ میں ہی شامل نہیں، بلکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: تم میرے حوضِ کوثر پر بھی رفیق ہوگے جیسے سفر ہجرت میں میرے ساتھ تھے، وحی کے بعد رسول اللہ ﷺ کی گھبراہٹ کو زائل کرنے کے لیے اُم المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے جو آپ ﷺ کی صفات بیان کی تھیں کہ: ”اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی نقصان نہیں پہنچنے دے گا، کیونکہ آپ ناداروں کی مدد کرتے ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں، حق بات پر لوگوں کا ساتھ دیتے ہیں، صلہ رحمی کو اختیار کرتے ہیں، کمزوروں کا بوجھ اُٹھاتے ہیں۔“ بعینہٖ انہی صفات سے ابن دغنہ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو متصف کرکے فرمایا کہ: ”مکہ والوں کی اذیت سے ہجرت نہ کریں، میں آپ کو امان دیتا ہوں۔“

نام و لقب:

خلیفہ بلافصل، رسول اللہ ﷺ کے جانشین،

جناب عتیق الرحمٰن صاحب

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، آپ کا نام عبداللہ بن عثمان بن عمر بن عمر القرشی التیمی تھا اور آپ کی کنیت ابوبکر تھی۔ آپؓ ابوقافہ کے گھر میں عام الفیل کے دوسال چھ ماہ بعد ۵۷۳ء کو پیدا ہوئے۔ آپؓ کے لقب صدیق اور عتیق قرار پائے۔ آپؓ نے رسول اللہ ﷺ کی ہر لمحہ اور ہر گھڑی تائید و نصرت کی۔

آپ ﷺ کے اعلانِ نبوت اور سفرِ معراج پر سب سے پہلے تصدیق و گواہی آپؓ نے دی، جس پر آپ ﷺ نے حق و سچ کی تائید کرنے کا لقب (صدیق) عنایت کیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خوبصورت چہرے والے اور کشادہ پیشانی کے حامل تھے۔ ایک روایت کے مطابق آپؓ کی والدہ کی اولاد زندہ نہ رہتی تھی تو انہوں نے اللہ سے دعا مانگی کہ اس بچہ کو زندگی دراز ملے، ان وجوہات کی وجہ سے لقب عتیق پڑ گیا۔ آپ وہ واحد صحابی ہیں مہاجرین میں سے جن کے والدین نے اسلام قبول کیا اور جن کی چار نسلوں نے رسول اللہ ﷺ کی زیارت ہی نہیں کی، بلکہ سبھی حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔

قبولِ اسلام:

یہ وہ موقع ہے کہ جب اسلام کی صدائے حق کو قبول کرکے آنحضرت ﷺ کا ساتھ دینا اپنے آپ کو مشکلات میں ڈالنے کے مترادف تھا، کیونکہ اعلانِ نبوت کے بعد مشرکینِ مکہ آپ ﷺ کے بھرپور مخالف ہوچکے تھے۔ آپ ﷺ کی صدائے حق و صداقت اس حد تک ناقابلِ برداشت ہوچکی تھی کہ مشرکینِ مکہ آپ ﷺ کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کے درپے ہوچکے تھے۔ آپ ﷺ کے اعلانِ نبوت کے بعد تجارتی سفر سے واپسی پر جونہی سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو خبر ملی کہ آپ کے قریبی ساتھی و دوست محمد بن عبداللہ نے اعلانِ نبوت کیا ہے تو آپؓ فوراً نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پوچھا کہ کیا آپ نے اعلانِ نبوت کیا ہے؟ آنحضرت ﷺ کی جانب سے اثبات میں جواب ملتے ہی آپؓ بغیر کوئی دلیل مانگے مشرف باسلام ہوگئے۔ ایسے موقع پر اسلام کی قبولیت جبکہ خود آپ ﷺ کے سگے چچا و مکہ کے سردار آپ ﷺ کے دشمن ہوچکے تھے، آپ کی زوجہ محترمہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا، بچوں میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور غلاموں میں حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی بھی جوان و بزرگ عمر کے آزاد فرد نے آپ ﷺ کی دعوت کو قبول نہیں کیا تھا، گویا آپؓ نے اسلام قبول کرکے آپ ﷺ پر آنے

والی ہر آزمائش کے لیے اپنے آپ کو پیش کر دیا۔

پیغمبرِ اسلام پر فدائیت:

اسی زمانے کا مشہور واقعہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ خانہ کعبہ میں تشریف لاکر کفار کو دینِ متین کی دعوت دینے لگے تو کفار نے جواباً گردن مبارک میں کپڑا ڈال کر آپ ﷺ پر تشدد کرنا شروع کر دیا، اسی دوران آپؓ کو معلوم ہوا تو آپؓ آئے اور کفار سے مخاطب ہو کر گویا ہوئے کہ کیا تم ایسے فرد پر ظلم وستم ڈھا رہے ہو جو تمہیں اللہ کے علاوہ باقی معبودوں کی عبادت کرنے سے منع کرتا ہے اور صرف ایک اللہ کی عبادت کی طرف بلاتا ہے؟! یہ کہنا تھا کہ کفارِ مکہ نبی اکرم ﷺ کو چھوڑ کر آپؓ پر حملہ آور ہو گئے۔ کفار نے آپؓ کو اتنا مارا کہ آپؓ بے ہوش ہو گئے۔ آپؓ کو اس حالت میں گھر لایا گیا۔ گھر پہنچ کر جب آپؓ کو ہوش آیا تو سب سے پہلا سوال آنحضرت ﷺ کی خیریت دریافت کرنے سے متعلق تھا۔ والدہ دودھ کا پیالہ لے کر سرہانے کھڑی تھیں کہ آپؓ دودھ نوش فرمائیں، مگر آپؓ نے آپ ﷺ سے متعلق بارہا استفسار کیا تو والدہ نے امِ جمیل کو طلب کیا، باوجود ام جمیل کی جانب سے مطلع کرنے کے کہ آپ بخیر و عافیت ہیں، آپؓ کی تسلی نہ ہوئی تو اسی حالت میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ وہاں پہنچ کر نبی اکرم ﷺ کی جانب سے حوصلہ ملنے پر آپ جیسی اولوالعزم شخصیت نے اپنے دکھ درد و تکلیف کو بھلا کر اسلام اور پیغمبرِ اسلام ﷺ سے اپنی بھرپور وابستگی کا اظہار کرتے ہوئے آپ ﷺ سے درخواست کی کہ دعا کریں میری والدہ اسلام قبول کر لے۔ آپ ﷺ نے اس مطالبہ پر ہاتھ اٹھا کر اپنے رب کے حضور دعا مانگی جس کے نتیجہ میں آپ کی والدہ محترمہ مشرف با سلام ہوئیں۔

شانِ صدیقؓ بزبانِ قرآن:

قرآن میں سیدنا صدیق اکبرؓ کا تذکرہ سورۂ آلِ عمران، سورۃ اللیل، سورۃ التوبہ، سورۃ الزمر اور سورۃ الفتح میں ہوا ہے، جن میں آپؓ کے مناقب بیان ہوئے ہیں کہ سفرِ ہجرت کے موقع پر آپؓ دشمنوں کے غارِ ثور کے دہانے پر پہنچنے کی وجہ سے حزین و غمگین ہوئے اور کہنے لگے کہ: اگر دشمن نے ہمارے قدموں کو دیکھ لیا تو پہچان لیں گے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ان دو کے بارے میں کیا خیال ہے جن کا تیسرا اللہ ہے؟! امتیازی بات یہ ہے کہ مفسرین نے لکھا ہے کہ "لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا" کا ارشاد ہوا، مطلب یہ کہ صدیق اکبرؓ کو اپنا خوف اور اپنی فکر نہیں تھی، بلکہ پریشان تھے تو رسول اللہ ﷺ سے متعلق تھے کہ کہیں دشمن آپ ﷺ کو نقصان نہ پہنچا دے۔ اسی طرح کفار کی جانب سے اللہ تعالیٰ کا تمسخر اڑایا گیا تو اس معاملہ کا تصفیہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں آیت کریمہ نازل کر کے کیا۔ آپؓ کی جانب سے راہِ خدا میں صدقہ و خیرات کی گواہی سورۃ اللیل میں دی گئی۔ سورۃ الزمر میں آپؓ کے پیکرِ صداقت ہونے کو بیان کیا گیا۔ سورۃ الفتح میں آپ ﷺ کی معیت و صحبت کا تذکرہ ہوا۔

مقامِ صدیقؓ بزبانِ نبی ﷺ:

رسول اللہ ﷺ پر سب سے پہلے مردوں میں سے ابوبکر صدیقؓ ایمان لائے۔ سیدنا صدیق اکبرؓ نے قبولِ اسلام سے تادمِ زیست خود کو اور اپنے اہل خانہ کو اسلام کی خدمت کے لیے وقف کر دیا، جس کا نتیجہ ہے کہ قرآن کریم میں جہاں عظمتِ صدیقی کے تذکرے ملتے ہیں، وہیں پر رسول اللہ ﷺ کی احادیث میں آپ کے فضائل ومناقب بیان ہوئے کہ رسول اللہ ﷺ ایک مرتبہ اُحد پہاڑ پر سیدنا صدیق اکبرؓ، سیدنا عمر فاروقؓ اور سیدنا عثمانؓ کے ہمراہ موجود تھے، پہاڑ لرزنے لگا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "تھم جا! تجھ پر نبی و صدیق اور دو شہید موجود ہیں۔" رسول اللہ ﷺ نے سیدنا صدیق اکبرؓ کے مقامِ امتیازی کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ: "صدیقؓ سے محبت مومن کرے گا جبکہ نفرت منافق رکھے گا۔" نبی اکرم ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ: "میں نے دنیا میں تمام محسنوں کے احسانات کا بدلہ اُتار دیا، جبکہ صدیقِ اکبرؓ کے احسانات کا بدلہ اللہ تعالیٰ عطا فرمائیں گے۔" رسول معظم ﷺ نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ: "ابوبکر صدیقؓ اور عمر فاروقؓ جنت کے تمام بڑی عمر کے لوگوں کے سردار ہوں گے ماسوائے انبیاء کے۔" احادیث میں یہ بھی وارد ہوا ہے کہ: "آپؓ کی موجودگی میں کسی بھی شخص کے لیے روا نہیں کہ وہ مصلائے امامت پر کھڑا ہو۔" نبی مکرم ﷺ کے مرض الوفات میں ۱۷ نمازوں کی امامت سیدنا صدیق اکبرؓ نے کی اور یہی وجہ ہے کہ رسول معظم ﷺ کی لختِ جگر سیدہ فاطمۃ الزہراءؓ کی نمازِ جنازہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے خود پڑھانے کی بجائے مصلائے امامت سیدنا ابوبکرؓ کے سپرد کیا۔ نبی اکرم ﷺ سے ایک بار ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ نے استفسار کیا کہ آسمان کے ستاروں کے بقدر کسی کی نیکیاں ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ: ہاں! سیدنا عمر فاروقؓ کی۔ ام المومنینؓ خاموش ہو گئیں تو آپ ﷺ نے پوچھا کہ آپ کے سوال کا کیا مطلب تھا؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ میرا یہ خیال تھا کہ اس قدر نیکیاں میرے والد ماجد حضرت

ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ہوں گی تو آپ ﷺ نے فرمایا: "غمگین کیوں ہوتی ہو؟ اتنی نیکیاں آپ کے والد ماجد کی تو صرف سفرِ ہجرت کی تین راتوں کی ہیں۔"

روشن خدمات:

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے قبولِ اسلام کے بعد کے حالات کا اگر جائزہ لیا جائے تو غیرت و حمیت اور شجاعت جیسے عالی اوصاف سے آپؓ کا دامن بھرا ہوا نظر آتا ہے۔ آپؓ نے مردوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کیا اور آپؓ کی دعوت پر حضرت عثمانؓ، حضرت ابوعبیدہؓ، حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ جیسے جلیل القدر صحابہؓ حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ آپؓ نے قبولِ اسلام کے بعد جان و مال سب کچھ اسلام پر قربان کردیا۔ دشمنانِ اسلام کے چنگل میں پھنسے مظلوم مسلمان مؤذنِ رسولؐ بلال بن ابی رباح رضی اللہ عنہ، زنیرہؓ، عامر بن فہیرہؓ، ام عبیسؓ وغیرہ مسلم غلاموں کو مشرکین کی قید سے نجات دلانے کے لیے فدیہ ادا کیا۔ آپؓ نے اپنے سارے گھرانے کو خدمتِ اسلام اور پیغمبرِ اسلام کے لیے وقف کردیا۔ رسول اللہ ﷺ کے عقد میں اپنی لختِ جگر ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا دی۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی سورۂ نور کی ۱۸ آیات میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی لختِ جگر کی فضیلت کو بیان کیا۔ سفرِ ہجرت میں آپؓ نے دل جمعی کے ساتھ آپ ﷺ کی خدمت کی۔ جب بھی آپ ﷺ نے اشاعتِ اسلام کی خاطر مسلمانوں سے صدقہ دینے کی التجا کی تو آپؓ نے سب سے زیادہ مال پیش کیا۔

ہجرتِ مدینہ میں ایثارِ صدیقی:

جب کفارِ مکہ کی جانب سے نبی اکرم ﷺ اور آپ ﷺ کے ساتھیوں کو ظلم و ستم کا مسلسل نشانہ بنایا جانے لگا تو اللہ تعالیٰ کی جانب سے مدینہ کی طرف ہجرت کا حکم ہوا۔ اس عالم میں بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مدینہ کو ہجرت کرچکے تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے استفسار کیا کہ میں بھی مدینہ روانہ ہوجاؤں؟ تو آپ ﷺ نے منع کردیا، تو آپؓ نے جاننے کی کوشش کی کہ کیا مجھے آپ کی معیت کا شرف حاصل ہوگا؟ تو آپ ﷺ نے اثبات میں جواب دیا۔ جب خالقِ ارض و سماء نے آپ ﷺ کو ہجرت کا حکم دیا تو ایک جانب آپ ﷺ نے ہجرت کا ارادہ باندھا تو دوسری جانب کفارِ مکہ دارالندوۃ میں جمع ہوکر آپ ﷺ کو (نعوذ باللہ) شہید کرنے کا منصوبہ بنانے لگے، اسی بنا پر مشرکین نے نبی اکرم ﷺ کے گھر کا محاصرہ کرلیا۔ اس موقع پر آپ ﷺ نے مکہ کے لوگوں کی سب امانتیں سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے حوالہ کیں اور کفار کا محاصرہ توڑ کر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچے اور اپنے ہمراہ سفرِ ہجرت پر چلنے کو کہا۔ باوجود تمام حالات کا علم ہونے کے آپ تو پہلے سے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ چلنے کے لیے بے تاب تھے۔ ایسے موقع پر جب کسی کام کے کرنے پر موت سامنے نظر آرہی ہو تو وہ کام کر گزرنا محض فطری شجاعت و بہادری اور تائیدِ ایزدی کے بغیر ممکن نہیں ہوتا۔ اس پرخطر موقع پر آپؓ نے نا صرف اپنی جان جوکھوں میں ڈال کر نبی اکرم ﷺ کے ساتھ سفرِ ہجرت کیا، بلکہ اپنے پورے خاندان کو بھی آپ ﷺ کی خدمت پر مامور کرکے آپؓ نے بھرپور جرأت کا مظاہرہ کیا۔ ایسا بھی نہیں کہ یہ سفر پرامن گزر گیا ہو، بلکہ کفارِ مکہ نے برابر آپ ﷺ کا تعاقب جاری رکھا۔ سفر کے دوران نبی اکرم ﷺ نے جب غارِ ثور میں قیام فرمایا تو دشمن تعاقب کرتے ہوئے غار کے دہانے تک پہنچ گیا۔

اس وقت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنی جان کی پرواہ نہیں کی، بلکہ نبی اکرم ﷺ کو نقصان پہنچنے کے ڈر سے اپنی پریشانی کا اظہار کیا، جس پر بذریعہ وحی آپؓ کو نبی اکرم ﷺ نے تسلّی دی اور فرمایا: "لَاتَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا" "یعنی" تو میرے بارے میں غم نہ کر، بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔" ہجرت کے اس پرخطر سفر میں بے باکی کے ساتھ نبی مکرم ﷺ کے ساتھ سفر کرنا اس بے مثال فطری شجاعت کا عملی مظاہرہ ہے جو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ذات میں اللہ پاک نے ودیعت کر رکھی تھی۔ غارِ ثور کی چڑھائی چڑھتے وقت آپؓ نے آپ ﷺ کو اپنے کندھوں پر اُٹھایا، غار کی صفائی کے دوران خطرناک سانپ نے آپؓ کی ایڑی پر ڈسا تو آپؓ کو یہ بھی شرف ملا کہ آپ ﷺ نے اپنا لعابِ دہن ان کی ایڑی پر لگایا۔ سفرِ ہجرت میں دشمن کے حملہ کے خوف سے دورانِ سفر آپ ﷺ کی چہار جانب سے حفاظت کا فریضہ انجام دیتے رہے۔

نبی اکرم ﷺ کی وفات اور استقامتِ صدیقی:

آنحضرت ﷺ کے وصال کے بعد تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس قدر رنجیدہ ہوئے کہ اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھے، یہاں تک کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ جیسے مضبوط قوت و جسم کے مالک اور بہادر بھی اس اعلان سے اس قدر متاثر ہوئے کہ ہاتھ میں بے نیام تلوار لے کر یہ کہنے لگے کہ جس شخص کو میں نے یہ کہتے ہوئے سن لیا کہ آپ ﷺ وفات پاگئے ہیں تو میں اس کا سر قلم کردوں گا۔ اس موقع پر بھی سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنی فطری بصیرت اور اصابتِ رائے کا عملی مظاہرہ کرتے ہوئے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جمع کرکے خطبہ ارشاد فرمایا اور کہا:

"لوگو! سنو! جو لوگ تم میں سے آپ ﷺ کی عبادت کیا کرتے تھے تو آپ ﷺ وفات پا گئے ہیں اور جو لوگ اللہ پاک کی عبادت کرتے تھے تو یاد رکھو! اللہ زندہ ہے اور اللہ کی ذات کو کبھی موت نہیں آئے گی۔" اس کے بعد قرآن پاک کی آیات تلاوت فرما کر اپنی بات کو مزید مؤثر کر دیا۔ یہ خطبہ اور اس میں تلاوت کی گئی آیات سنتے ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اتنا حوصلہ ملا کہ اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم فرمانے لگے: "یوں معلوم ہوتا ہے کہ قرآن پاک کی یہ آیت ابھی نازل ہو رہی ہے۔" نبی مکرم ﷺ کی وفات کے اتنے جان لیوا حادثے کے بعد بھی اتنے بلند حوصلے اور عزائم کا اعادہ کوئی حلیم طبع اور صابر انسان ہی کر سکتا ہے جو رسول اللہ ﷺ کے بعد اُمت کی قیادت سنبھالنے کا حق دار ہے۔

سخاوت و عجزِ صدیقی:

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنا تن من دھن اسلام پر قربان کر دیا، یہاں تک غزوۂ تبوک کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے جب مسلمانوں سے چندہ طلب کیا تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے گھر کا سارا سامان پیش کر دیا، یہاں تک کہ اپنا ذاتی لباس بھی حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کیا، جبکہ خود ٹاٹ کا لباس زیب تن کر کے آپ ﷺ کے پاس تشریف لائے۔ اسی موقع پر ملکِ مقرب جبرئیل امین علیہ السلام آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے تو انہوں نے بھی ٹاٹ کا لباس زیب تن کیا ہوا تھا اور رسول اللہ ﷺ کو بتایا کہ اللہ تعالیٰ کو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی یہ ادا اس قدر پسند آئی کہ تمام فرشتوں کو اللہ تعالیٰ نے یہ لباس پہننے کا حکم دیا ہے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا یہ طرزِ عمل بعد از خلافت بھی جاری و ساری رہا ہے کہ وہ اپنے ذاتی اخراجات روزگانہ کی خاطر سامانِ تجارت لے کر بازار جانے لگے تو سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ: آپ کہاں جا رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: سامان بیچنے کے لیے، تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر آپؓ تجارت کریں گے تو امورِ خلافت کون نبھائے گا؟ تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ: کیا میں اہلِ خانہ کے نان و نفقہ کا انتظام نہ کروں؟ اس پر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: آپ مسلمانوں کے بیت المال سے وظیفہ حاصل کر لیں۔ اس پر آپؓ نے رضامندی اس شرط پر ظاہر کی کہ خلیفہ ہونے کے باوجود ایک عام فرد کے برابر وظیفہ مقرر ہوگا۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: مجھے معلوم ہوا کہ مدینہ میں ایک نابینا بڑھیا مقیم ہے اور اس کی نگہداشت کی ضرورت ہے تو وہ اس بڑھیا کے ہاں حاضر ہوئے تو بڑھیا نے کہا کہ کوئی بندہ روزانہ آتا ہے اور میرے گھر کے سارے اُمور سرانجام دے کر لوٹ جاتا ہے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: متعدد بار جستجو کے بعد میں نے ایک نقاب پوش کو طلوعِ آفتاب سے پیشتر دیکھا کہ منہ پر کپڑا اوڑھے اس بڑھیا کے گھر پہنچتا ہے اور وہاں سے جب وہ واپس نکلتا ہے تو میں نے اس کو آ دبوچا اور چہرہ سے کپڑا اُتارا تو کیا دیکھتا ہوں وہ کوئی اور نہیں، بلکہ وقت کے خلیفہ امیر المومنین سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے۔ خلافت کا منصب سنبھالنے کے بعد آپؓ نے خطبہ میں ارشاد فرمایا تھا کہ: "تم میں سے کمزور میرے لیے طاقتور ہے اور طاقتور کمزور ہے کہ اگر کوئی ظلماً کسی کا حق غصب کرے گا تو میں ضرور بالضرور وہ حاصل کر کے مظلوم کی نصرت کروں گا۔ اور جب تک میں قرآن و سنت کے مطابق حکومت کروں تم پر میری اطاعت لازم ہے، اگر میں شریعت سے انحراف برتوں تو تم پر واجب نہیں کہ میری اطاعت کرو۔"

تعمیلِ حکمِ نبوی:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں رومیوں نے جب دھوکہ دہی سے مسلمانوں کے خلاف صف آرائی کی تو آپ ﷺ بھاری بھرکم لشکر لے کر وہاں پہنچے، رومی پسپا ہو گئے، مگر آپ ﷺ کی واپسی کے بعد قبائلِ عرب کو ساتھ ملا کر رومی پھر صف آرا ہوئے اور آپ ﷺ نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں لشکر بھیجا جس میں حضرت زید بن حارثہؓ اور حضرت جعفر طیارؓ سمیت متعدد جلیل القدر صحابہؓ جامِ شہادت نوش کر گئے۔ اس جنگ کے بعد نبی اکرم ﷺ نے مسلمانوں کا ایک عظیم لشکر تشکیل دیا، جس میں سیدنا صدیق اکبرؓ اور سیدنا عمر فاروقؓ جیسے جلیل القدر اور عظیم المرتبت صحابہ بھی موجود تھے، اس لشکر کی قیادت حضرت زیدؓ کے نوخیز بیٹے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو عنایت کی۔ "جیشِ اسامہؓ" کی روانگی سے پیشتر رسول اللہ ﷺ دنیا سے پردہ فرما گئے۔ آپ ﷺ کے جنازہ و تدفین اور سقیفہ بن ساعدہ میں مسئلہ خلافت میں صحابہ کرامؓ کی مصروفیت کے بعد جب اتفاقِ رائے سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ منتخب ہوئے تو آپؓ نے فوراً لشکرِ اسامہ کو روانگی کا حکم دیا، بڑے بڑے عظیم المرتبت صحابہ کرامؓ کی جانب سے یہ مشورہ دیا جاتا رہا کہ آپ ابھی اس لشکر کو روانہ نہ کریں، کیوں کہ مدینہ کے اطراف سے بغاوت اور یورش کا خطرہ ہے، مگر آپؓ نے فرمایا: آپ ﷺ کے کیے گئے فیصلہ سے کسی طرح رجوع نہیں کیا جا سکتا۔ "جیشِ اسامہ" جب کامرانی و کامیابی اور مالِ غنیمت کے ہمراہ واپس آیا تو پورے عرب پر مسلمانوں کی دھاک بیٹھ گئی۔

فتنۂ ارتداد و منکرینِ زکوٰۃ کی سرکوبی:

وفاتِ نبوی کے بعد جب آپؓ کو خلیفہ منتخب کر لیا گیا تو بہت سے خطرناک فتنوں نے مسلمانوں کو گھیر لیا۔ کہیں فتنۂ ارتداد پیدا ہو گیا تو کہیں منکرینِ زکوٰۃ نے اسلام کے بنیادی فریضے زکوٰۃ کی ادائیگی سے انکار کر دیا۔ اسی طرح جھوٹے مدعیانِ نبوت (مسیلمہ، طلیحہ اسدی اور سجاح) کی قوت بھی مضبوط ہونے لگی۔ اس پر بھی معاملہ ختم نہیں ہوا، بلکہ مرتدین، منکرینِ زکوٰۃ اور مدعیانِ نبوت جیسے داخلی فتنوں کی یکساں سرکوبی کے لیے آپؓ نے گیارہ لشکر تشکیل دیئے۔ اس موقع پر صحابہؓ نے نرمی کی درخواست کی تو آپؓ نے یہ سن کر ایک تاریخی جملہ ارشاد فرمایا کہ: ''اَیُنْقَصُ الدِّیْنُ وَاَنَاحَیٌّ؟'' یعنی دین میں کمی آ جائے اور میں زندہ رہوں، پھر فرمایا کہ: اگر میرے ساتھ کوئی تعاون کرنا چاہے تو خوب اور اگر آپؓ سب میرا ساتھ چھوڑ دیں تو بھی میں تن تنہا اسلام کے ان دشمنوں کا مقابلہ کروں گا۔ سنو! مجھے یہ بات منظور ہے کہ اس مقابلہ میں دشمن مجھے مار ڈالیں اور میرے لاشے کو پرندے نوچ نوچ کر کھا جائیں، لیکن یہ بات منظور نہیں کہ اسلام کو ذرہ برابر بھی نقصان پہنچے۔ اس پامردی و استقامت فیصلہ کا نتیجہ ہے کہ مسلمانوں کے تمام فوجی لشکر بشمول ''جیشِ اسامہؓ'' منکرینِ زکوٰۃ و مدعیانِ نبوت اور دشمنانِ اسلام کی نا صرف سرکوبی کرنے میں کامیاب ہوئے، بلکہ بڑی تعداد میں غنائم اور اسلحہ جمع کرنے میں بھی کامیاب ہوئے اور اسی کا ثمرہ ہے کہ سیدنا صدیق اکبرؓ کے عہد میں ہی فتح فارس و روم کی طرح پڑ گئی جس کی بشارت نبی آخرالزماں ﷺ نے غزوۂ خندق کے موقع پر سنائی تھی۔

حفاظتِ قرآن کا اہتمام:

نبی آخرالزماں ﷺ کے جوارِ رحمتِ باری میں منتقل ہو جانے کے بعد جو فتنے ظہور پذیر ہوئے، ان کی بیخ کنی کی خاطر آپؓ نے جو لشکر روانہ کیے، اس کے نتیجہ میں فتنوں کا خاتمہ تو ہو ہی گیا، تاہم مسلمانوں کو اس میں ہوشربا نقصان پہنچا، جس میں خاص طور پر صحابہ کرامؓ کی بڑی تعداد جو قرآن کے حافظ تھے' شہادت کے منصب پر فائز ہوئے تو آپؓ کو سیدنا عمر فاروقؓ نے مشورہ دیا کہ قرآن کریم کو فی الفور جمع کرنے کی ضرورت ہے، مبادا ایسا نہ ہو کہ قرآن کریم سے مسلمان محروم ہو جائیں، تو آپؓ نے فرمایا: جو کام آپ ﷺ نے نہیں کیا، وہ میں کیسے کروں؟ سیدنا عمرؓ نے فرمایا کہ: اس میں مسلمانوں کے لیے خیر و بھلائی ہے۔ بالآخر خلیفۂ رسول (ﷺ) کا شرح صدر ہو گیا اور امیر المومنینؓ نے حضرت زید بن ثابتؓ کو حکم دیا کہ صحابہ کرامؓ سے دو گواہوں کی موجودگی میں قرآن کریم کے جزء کو مکمل کرنے کا اہتمام کریں۔ خلیفۂ رسول اللہ ﷺ سیدنا صدیق اکبرؓ اور حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت زید بن ثابتؓ کی انتھک محنت سے قرآن کریم کو یکجا جمع کر لیا گیا۔ یہ ایسا احسانِ عظیم ہے کہ دشمنانِ اسلام سر توڑ کوشش و جستجو کرنے کے باوجود چودہ سو سال بعد بھی قرآن کریم سے ملتِ اسلامیہ کے اعتماد کو گزند پہنچانے میں کامیاب نہیں ہو سکے۔

وفات:

رسول اللہ ﷺ کے دنیا سے پردہ فرما جانے کے بعد سیدنا صدیق اکبرؓ دو برس چند ماہ منصبِ خلافت پر فائز رہنے کے بعد بیمار ہوئے اور پیر کے روز ۲۲ جمادی الاخریٰ ۱۳ ہجری میں انتقال کر گئے اور اُمورِ خلافت چلانے کی خاطر جو راہنما اصول انہوں نے اختیار کر رکھے تھے، انہیں کی روشنی میں کبار صحابہ کرامؓ سے مشاورت کے بعد آپؓ اپنے بعد خلافت کے لیے اپنا جانشین مرادِ پیغمبر اور خسرِ رسولؐ سیدنا عمر فاروقؓ کو نامزد کر گئے تھے۔

سیرتِ صدیقی پر عمل کی ضرورت:

سیدنا صدیق اکبرؓ نے اپنی زندگی اور اپنے دورِ خلافت میں پرخطر حالات کے باوجود تنہا جس بے باکی، شجاعت و بہادری اور پختہ عزم کا مظاہرہ کیا' تاریخ میں اس کی مثال ڈھونڈنے پر بھی نہیں ملتی۔ یقیناً یہ جانشینِ رسولؐ کی فطری شجاعت تھی، جس کے نتیجے میں دینِ مصطفوی کو وہ عروج ملا جس کا اعلان نبی اکرم ﷺ اپنی زبانِ مبارک سے کر گئے تھے۔ آج جبکہ اُمتِ مسلمہ ہمہ جہتی سازشوں کا شکار ہو کر کفار کے سامنے مغلوبیت کی حالت میں ہے، ضرورت اس امر کی ہے کہ اُمتِ مسلمہ کے حکمران، علماء اور عوام ان سخت حالات کا مقابلہ سیرتِ صدیقیؓ کی روشنی میں اسی ایمانی بصیرت و شجاعت کے ساتھ کریں، جیسے سیدنا صدیق اکبرؓ نے اپنی مکمل زندگی میں بالعموم اور جیشِ اسامہؓ کی روانگی، منکرینِ زکوٰۃ و مدعیانِ نبوت کی سرکوبی جیسے اہم امور کو بالخصوص حرزِ جان بنایا اور تمام نام نہاد اسلام دشمن طاقتوں کو مغلوب کر کے محمدی پرچم کو سربلند کر دیا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سیرتِ سیدنا صدیق اکبرؓ سے سبق حاصل کرتے ہوئے مستقبل میں پرعزم ہو کر اسلام کی سربلندی کے لیے جدوجہد کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین) ☆☆☆

اسلام ہی انسانیت کا محافظ ہے

تاریخ بتاتی ہے کہ نوع انسانی کی قدر و قیمت، زندگی کی حرمت وعظمت اور اس کی عزت و شرف کا احساس جب دل سے نکل جاتا ہے، مذہب واخلاق اور تہذیب وتمدن سے قلبی تعلق اور کشش ختم ہوجاتی ہے، انسانی جان کے استخفاف وتحقیر کی جسارت پیدا ہو جاتی ہے اور انسان اپنی ذات، اپنی آدمیت اور اپنے جوہر کو بھلا دیتا ہے تو اس کے نتیجے میں اس کی تمام رفعت وعظمت ختم ہو جاتی ہے، قول وعمل بے وزن ہو جاتے ہیں، بھلائی وخیر خواہی کا تصور اور ایک اچھے سماج و سوسائٹی کی تشکیل قصہ پارینہ بن جاتا ہے، انسانی ضمیر کی کوئی قیمت، ہم دردی کا کوئی جذبہ باقی نہیں رہتا، یہی وہ وقت ہے جو انسانیت کے تابناک مستقبل کے لئے پیام موت ہوتا ہے۔

پس منظر:

آج آپ تہذیب کا سرسری جائزہ لیں یا تاریخ انسانی پر عمومی نظر ڈالیں، زندگی کے ہر خطے میں بگاڑ وخرابی کی یہی کیفیت ملے گی، تباہی و بربادی کے اسی نقطہ کو محسوس کریں گے، آئے دن مذہب وملت کا جھگڑا، ذات پات کا فرق، بھید بھاؤں کا رواج، رنگ ونسل کی بات، نفاق و شقاق کی کیفیت، چوری، ڈاکا زنی، قتل وغارت، ظلم و تعدی، غاصبانہ تصرف اور اذیت رسانی ... یہ سب اسی کا نتیجہ ہے، چھوٹی چھوٹی باتوں کو بنیاد بنا کر ایک لہر پیدا کی جاتی ہے، حالات خراب ہوتے ہیں اور پھر کائنات ارضی کا حسن، زندگی کی چہل پہل، دنیا کی رعنائی وشادابی ایک ہی جھونکے میں خزاں رسیدہ ہو جاتی ہے، بہت کم افراد ایسے ہیں جو ٹھنڈے دل سے ان کے ازالہ ومداوا کے سلسلے میں غور وفکر اور مسائل کی نشان دہی کرتے ہیں۔

مولانا عبدالواحد قاسمی مدظلہ

غلط نظریہ:

جو حضرات اپنے مختصر وسائل اور قلیل افراد کے باوجود فضا اور ماحول بناتے ہیں اور ایسے افراد تیار کرتے ہیں جن کو مخلوق سے محبت ہو، جو خدا کی وسیع زمین پر سکون واطمینان، بھلائی وخیرخواہی کی باتوں کو رواج دیں، سچائی کا سبق سکھائیں، کمزوروں اور مظلوموں کی مدد کرنے کا جذبہ پیدا کریں اور انسانوں میں انسانیت کی جوت جگائے، اچھے اخلاق سکھانے اور اچھا معاشرہ بنانے کی کوشش کریں اور جن کے ذہنوں میں محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد تازہ ہو:

”رحم کرنے والوں پر رحمٰن رحمت بھیجتا ہے، تم زمین والوں پر رحم کرو، آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔“ (ترمذی)

افسوس! صد افسوس کہ آج انسانیت کے سبق پڑھانے والے انہی افراد کے بارے میں غلط فہمیاں پیدا کی جاتی ہیں، انہیں دہشت گرد، شدت پسند اور بنیاد پرست کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے دانش مندی اور شعور کے راگ الاپنے والے ذرا بھی نہیں سوچتے کہ فلاح و بہبود کے چشمے کہاں سے پھوٹتے ہیں؟ امن وسکون کا درس کہاں سے ملتا ہے؟ اخلاق وکردار کی کرن کہاں سے نمودار ہوتی ہے؟ سچ یہ ہے کہ جب ضمیر مردہ ہو جائے اور دل کو گھن لگ جائے تو انسانیت ختم ہو جاتی ہے اور کسی بات کے کہنے اور سوچنے میں کوئی عار محسوس نہیں ہوتی۔

معیار فلاح:

دنیا کے سامنے ملک وقوم کی مذہبی، سیاسی اور سماجی تاریخ شاہد ہے کہ جب تک سوچ وفکر کے تانے بانے ہم دردی وغم خواری کے انوکھے انداز سے مرتب ہوتے رہے، زندگی کے خانوں میں انسانیت کا رنگ باقی رہا، محبت والفت کی توسیع اور اخلاق عالیہ کی ترسیل حیاتِ انسانی کا طرۂ امتیاز رہا۔

انسانیت کے دو واقعے:

رمضان ۸ ہجری میں مکہ فتح ہوا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اس محبوب شہر میں، جہاں سے لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت کرنے پر مجبور کیا تھا، جہاں آپ کو طرح طرح کی ایذائیں دی گئی تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت توحید کو ٹھکرایا گیا تھا اور آپ کے جان نثار ساتھیوں کو طرح طرح سے ستا کر گھربار اور آل

اولاد کو چھوڑنے پر مجبور کیا گیا تھا اسی شہر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس شان سے داخل ہورہے ہیں کہ دس ہزار جاں نثاروں کا لشکر آپ کے ساتھ ہے، کفار و مشرکین کا ایک بڑا مجمع مجبور و بے بس آپ کے سامنے ہے، ان میں وہ بھی ہیں جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت میں دن رات ایک کردیے تھے، اسلام کو مٹانے میں کوئی کسر نہ چھوڑی تھی، مسلمانوں کو ایذائیں پہنچائی تھیں، طرح طرح کے ظلم کئے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ میں کانٹے بچھائے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ناگوار باتیں کہیں تھیں ان میں وہ بھی تھے جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو قتل کیا تھا اور خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہؓ کے خون سے ہاتھ رنگے تھے، آج آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے موقع تھا کہ گزشتہ مصائب کا حساب چکا لیتے اور ان کے کرتوتوں کا انتقام لے لیتے، لیکن نہیں! حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو انسانیت کا پیغام اور سارے جہاں کے لئے رحمت بن کر آئے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے معافی کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا: ”جاؤ! آج تم سب آزاد ہو“ اگر بات یہیں ختم ہوجاتی تب بھی انسانیت کی بلندی کے لئے کافی تھا اور تاریخ کا ایک یادگار واقعہ ہوتا، لیکن واقعہ یہیں ختم نہیں ہوتا... رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان کردیا کہ: ”جو شخص کعبہ میں پناہ لے گا، اسے کچھ نہیں کہا جائے گا، جو اپنے گھر کا دروازہ بند کرکے بیٹھ جائے گا، وہ بھی محفوظ ہوگا اور جو ابوسفیان کے گھر میں پناہ لے گا، وہ بھی مامون رہے گا۔“ یہ ابوسفیان وہی ہیں جنہوں نے مدینہ پر بار بار حملہ کیا، عربوں کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکایا اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کی سازش کی تھی... کافروں میں سے ایک شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بڑھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رعب سے اس کا بدن کانپنے لگا اور قدم لڑکھڑانے لگے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو درد بھرے لہجہ میں فرمایا ”ڈرو نہیں، میں بھی قریش کی ایک عورت کا بیٹا ہوں، کوئی بادشاہ نہیں ہوں۔“

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ سوار نجد کی طرف بھیجے، انہوں نے واپسی پر نجد کے سردار ثمامہ بن اثال (جس نے صحابہ کو قتل کیا تھا) کو گرفتار کرلیا اور اسے مدینہ لائے اور مسجد نبوی کے ستون سے باندھ دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے اور ثمامہ کے پاس آکر پوچھا: ثمامہ! کیا حال ہے؟ اس نے جواب دیا: اے محمد! میرا حال اچھا ہے، اگر آپ میرے قتل کا حکم دیں گے تو یہ جائز ہوگا، کیوں کہ میں قاتل ہوں اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم انعام فرمائیں گے تو ایک شکرگزار پر رحمت کریں گے، اگر آپ کو مال کی ضرورت ہے تو بتادیجیے کہ کس قدر چاہیے؟ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ثمامہ کو چھوڑ دیا جائے، ثمامہ رہائی پاکر مسجد نبوی کے قریب کھجور کے ایک باغ میں گئے، وہاں جاکر نہائے، مسجد نبوی میں آکر کلمہ پڑھا اور مسلمان ہوگئے، پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرنے لگے:

”یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم): اللہ کی قسم! ساری دنیا میں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے بڑھ کر مجھے کسی اور سے نفرت نہ تھی، لیکن اب آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) زیادہ مجھے کوئی پیارا نہیں۔ اللہ کی قسم! آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے شہر سے بڑھ کر کوئی اور شہر مجھے برا نہ لگتا تھا، لیکن آج اس سے اچھا اور کوئی شہر نہیں، واللہ! آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دین سے بڑھ کر مجھے کسی اور دین سے بغض نہ تھا، لیکن آج آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا دین ہی مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے۔“

اسلامی تعلیم:

یمن کے علاقے میں، جو بحرین تک پھیلا ہوا تھا، اسلام کی تعلیم کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دو صحابہ حضرت معاذ بن جبلؓ اور حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کو مقرر فرمایا، یہ دونوں یمن کے ایک ایک ضلع میں بھیجے گئے، جب مدینہ سے روانہ ہونے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بلایا اور فرمایا:

”دیکھو! تم دونوں مل کر کام کرنا، لوگوں کے ساتھ نرمی سے پیش آنا، سختی مت کرنا، خوش خبری سنانا، نفرت مت دلانا، تم کو وہ لوگ ملیں گے جو پہلے سے کوئی مذہب رکھتے ہیں، پہلے ان کو بتانا کہ اللہ ایک ہے، اس کا کوئی ساتھی نہیں، پھر بتانا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ نے اپنا رسول بنا کر بھیجا ہے، جب وہ ان دونوں باتوں کو مان لیں تو پھر ان سے کہنا کہ اللہ نے پانچ وقت کی نماز فرض کی ہے، جب وہ اس کو بھی مان لیں تو ان کو بتانا کہ تم پر زکوٰۃ فرض ہے، جو امیروں سے لی جائے گی اور غریب کو دی جائے گی، دیکھو! جب وہ زکوٰۃ دینا قبول کرلیں تو چن کر صرف اچھا مال نہ لینا، مظلوموں کی بددعا

سے ڈرتے رہنا کہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی چیز حائل نہیں۔“

ہماری دعوت:

مولانا علی میاں قدس سرہ کی زبان میں:

”ہم سیدھی سادی بات یہ کہتے ہیں کہ ہم خدا کے راستے کی دعوت دینے آئے ہیں، ہم اس بنیاد پر انسانوں کو انسانیت کی دعوت دینے آئے ہیں، ہم اس (دعوت) کو سب سے بڑی وطن دوستی او رملک کی وفاداری سمجھتے ہیں، جس سے ملک ترقی کرے، ہم اس کی تحقیر نہیں کرتے کہ ملک کے لئے تعلیمی اداروں، شفا خانوں، صفائی کے محکموں کی ضرورت ہے، ملک کو رسل و رسائل اور دوسرے محکموں کی ضرورت ہے، ان سب کے باوجود ملک میں اندھیرا اور دوسرے کے پیٹ کاٹنے کا جو طاعون پھیلتا جا رہا ہے، اسے نہ روکا گیا تو اس کی عزت، اس کا وقار، اس کی آزادی خاک میں مل جائے گی، ہم علی الاعلان ڈنکے کی چوٹ پر کہتے ہیں کہ ہم (مسلمان) اس ملک (برصغیر) میں حصہ رسد بٹانے نہیں آئے تھے، ہم ان ملکوں کو چھوڑ کر جو خود دولت سے بھرے ہوئے تھے یہاں کی دولت میں حصہ لگانے نہیں آئے تھے، ہم ایک مشن، ایک خدمت پر آئے تھے، یہاں جو مسلمان آئے تھے وہ اخلاق، محبت، خدا پرستی کا پیغام لے کر آئے تھے، انہوں نے اس ملک کو کچھ دیا، لیا نہیں، وہ یہاں سے کچھ لینے نہیں آئے تھے، اس کو کچھ دینے آئے تھے، وہ رہنے آئے تھے، یہاں سے جانے کے لئے نہیں آئے تھے، اگر ایسا سوچتے تو اتاالہ کی ایسی شان دار و پائیدار مسجد نہ بناتے، وہ تو خدا پرستی اور انسان دوستی کی دعوت دینے آئے تھے، کہاں کے عرب؟ کہاں کے عجم؟

یہ سب ہماری بنائی ہوئی خود ساختہ حدیں ہیں، ساری دنیا کے پیدا کرنے والے ایک اللہ کی طرف سے وہ یہ تعلیم لائے تھے، انہوں نے دنیا سے لئے بغیر ساری دنیا کی خدمت کی، انہوں نے سچے موتیوں سے انسانیت کی جھولی بھر دی اور اپنے ہاتھ خالی رکھے، اپنے بچوں کی مطلق فکر نہ کی اور اپنے کنبے کی طرف سے آنکھیں بند کر کے، پیٹ پر پتھر باندھ کر، لوگوں کی سیوا کی، ان کی تکلیفوں کو راحتوں سے بدلا۔“

تبدیلی کی ضرورت:

اب جب کہ قومی دھارے کا رُخ بدل چکا ہے، ذہنیت مسخ ہو چکی ہے، انسانی برادری حقیقت سے آنکھیں بند کر چکی ہے، ملک وقوم اور انسانی معاشرہ بربادیوں اور تباہ کاریوں سے گزر رہے ہیں اور اولاد آدم حقیقی آرام سے محروم ہے، دوسری طرف قدرت کی تنبیہات رعد و برق کی طرح انہیں چوکنا کر رہی ہیں، ضروری ہے کہ انہیں بھولا ہوا سبق یاد دلایا جائے، محبت والفت کا درس دے کر ان کے ذہنوں کو بدلا جائے علمی عملی اور فکری اقدار کے ذریعہ ایسی تبدیلی لائی جائے کہ وہ اپنے کو بھلا کر دوسروں کی رنج و خوشی کے لئے جیے، اپنا نقصان کر کے دوسروں کی کام یابی کے لئے سوچے، اپنے کو مٹا کر دوسروں کو بنائے، دوسروں کی زندگی اسے اپنی زندگی سے زیادہ عزیز ہو، تا کہ انسانیت کے خزاں دیدہ چمن میں از سر نو بہار آ جائے، صدیوں سے انسانیت کی کھیتی، جو خشک پڑی ہے، ایثار و ہم دردی کی پھوار سے سرسبز وشاداب ہو اور انسانوں کا ایک ایسا بلند کردار معاشرہ وجود میں آئے جس کی اساس اعلیٰ انسانی اخلاقیات پر ہو اور دنیا نوع انسانی کے لئے امن وسلامتی کا گہوارہ ثابت ہو سکے۔ ☆☆

قادیانیت دین اسلام سے بغاوت اور دشمنی کا نام ہے: علماء کرام

لاہور (مولانا عبدالنعیم) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم تبلیغ، مناظر ختم نبوت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا عبدالنعیم، مولانا عبدالعزیز نے جامعہ مفتوحہ اعوان ٹاؤن اور جامع مسجد نور دار وغہ والا میں تربیتی نشست سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قادیانیت دین اسلام سے بغاوت اور دشمنی کا نام ہے، قادیانیت اسلامی فرقہ نہیں بلکہ ایک فتنہ اور سیاسی گروہ ہے جس نے انگریز کے کہنے پر عقیدہ ختم نبوت کا انکار کیا اور اپنے جھوٹے گروہ کی بنیاد رکھی۔ امت مسلمہ نے قادیانیت کو ہر محاذ پر شکست سے دوچار کیا اور تحریک ختم نبوت کو اللہ پاک نے ہر میدان میں کامیابی عطا کی۔ انہوں نے کہا کہ تحفظ ختم نبوت اور ناموس رسالت کے قانون کی حفاظت کا فریضہ سرانجام دیتے رہیں گے اور امتناع قادیانیت آرڈی ننس کا تحفظ کرتے رہیں گے۔ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے مشن اور قادیانیت کا تعاقب ہر صورت جاری وساری رکھیں گے۔ انھوں نے کہا کہ قادیانی ہر جگہ پر ملکی امیج کو خراب کرنے کے لئے اپنے مذموم حربے، اپنے بیرونی آقاؤں کے کہنے اور اس کے گٹھ جوڑ سے استعمال کرتے رہتے ہیں اور ملک عزیز کو عدم استحکام سے دوچار کرنے کے لئے کوئی موقع اپنے ہاتھ سے خالی نہیں جانے دیتے۔ قادیانیوں کی چالبازیوں اور ان کے مکر وفریب سے بچنا یہ تمام مسلمانوں کے لئے ضروری ہے۔

میرے والد.... میرے مربی!

شیخ الحدیث مولانا قاری عطاء الرحمٰن کی رحلت

ممتاز عالمِ دین مشہور و معروف علمی، سیاسی، مذہبی شخصیت، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت و جمعیت علمائے اسلام ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کے سرپرستِ اعلیٰ، جامعہ تجوید القرآن رحمانیہ خانو خیل کے مہتمم میرے پیارے ابو جان شیخ التفسیر والحدیث مولانا قاری عطاء الرحمٰن دارفانی کو چھوڑ کر خالق حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت والد گرامی رحمہ اللہ کی دینی، سیاسی اور سماجی بے شمار خدمات ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو گوناگوں خوبیوں سے نوازا تھا۔ حضرت والد گرامی مولانا قاری عطاء الرحمٰن کا شمار ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کے بڑے علمائے کرام میں ہوتا تھا اور ڈیرہ اسماعیل خان کے علماء بالخصوص قائد ملت اسلامیہ مولانا فضل الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم کو کوئی بھی علمی مسئلہ درپیش ہوتا تو حضرت والد گرامی کی طرف رجوع کرتے، مختلف دینی رسائل کے مستقل لکھاری تھے، انتہائی سادگی اور فقیری میں زندگی گزاری، کسی چیز کا لالچ نہیں کیا، والد گرامی گویا اپنی ساری زندگی درس و تدریس اور جمعیت علمائے اسلام کے لئے وقف کر رکھی تھی، مطالعہ کا اس قدر شوق تھا کہ جب بھی کوئی نئی کتاب چھپتی، اشتہار دیکھتے تو فوراً بذریعہ ڈاک منگوا لیتے، اور جب بھی سفر پر جاتے، واپسی پر کتابوں کا بنڈل ساتھ ہوتا، جب تک ان کا مطالعہ نہ کر لیتے چین سے نہ سوتے، یہاں تک کہ سردیوں کی پوری پوری رات مطالعہ میں گزر جاتی، سفر میں جب بھی گاڑی میں بیٹھتے تو تلاوتِ کلام پاک شروع کرتے آخر سفر تک تلاوت کرتے رہتے۔ پختہ حافظ تھے، ہر سال رمضان المبارک میں مکمل قرآن کا ختم تراویح میں کرتے۔

جناب عبداللہ اعوان صاحب

ابتدائی تعلیم:

عصری تعلیم پرائمری تک اپنے گاؤں خانو خیل میں حاصل کی، ابتدائی دینی تعلیم بھی حفظ و تجوید کے ساتھ شرح جامی تک کتب دینیہ اپنے والد محترم کے قائم کردہ دینی ادارہ جامعہ تجوید القرآن رحمانیہ خانو خیل ڈیرہ اسماعیل خان میں پڑھیں، درمیانی درجہ کی کتب پڑھنے کے لئے اپنے ضلع ہی کی مشہور دینی درس گاہ میں جامعہ عربیہ ہاشمیہ بندکورائی میں حضرت مولانا سید غلام جعفر شاہ رحمہ اللہ فاضل دارالعلوم دیوبند سے ادب عربی، جامی اور ہدایہ اولین وغیرہ کتب پڑھیں۔

جامع مسجد میاں سلطان علی مرحوم محلّہ میانہ میانوالی میں حصول علم:

سن ۱۹۷۵ء میں آپ نے میانوالی کی مشہور دینی درس گاہ مدرسہ تعلیم القرآن جامع مسجد میاں سلطان علی، محلّہ میانہ میانوالی میں داخلہ لیا اور عرصہ تین سال تک حضرت مولانا عطاء محمد مرحوم سے معقولات و منقولات کی تمام کتب نیز بخاری شریف اور ترمذی شریف سبقاً پڑھی ہیں۔

دورۂ حدیث:

شعبان المعظم ۱۳۹۶ھ بمطابق ۱۹۷۷ء اور ۱۹۷۸ء میں جامعہ علوم الاسلامیہ علامہ سیّد محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراچی میں آپ نے دورۂ حدیث شریف کی تکمیل فرمائی، جس میں ابتدائی ابحاث اور بسم اللہ حضرت مولانا علامہ سیّد محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ سے کی، اس دوران حضرت بنوریؒ کا انتقال ہوگیا تھا، مفتی ولی حسن ٹونکی رحمہ اللہ سے بخاری شریف اور ترمذی شریف پڑھیں۔ اسی طرح مسلم شریف مولانا محمد ادریس میرٹھی رحمہ اللہ سے اور ابوداؤد شریف مولانا بدیع الزماں شاہ صاحب رحمہ اللہ پڑھیں، اور طحاوی شریف مولانا مصباح اللہ شاہ صاحب سے پڑھی۔ مفتی محمد

ختم نبوت کانفرنس، نواں گوٹھ

شکارپور، نواں گوٹھ (محمد مبشر گجر) ۱۹؍دسمبر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نواں گوٹھ تعلقہ لکھی غلام شاہ ضلع شکارپور کے زیر اہتمام بعد عصر تا عشاء جامع مسجد میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ تلاوت کے بعد پاکستان کے مشہور نعت خواں محمد طاہر بلال چشتی نے ہدیہ نعت پیش کیا، اس کے بعد سکھر کے مبلغ مولانا محمد حسین ناصر، حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، حضرت مولانا عزیز الرحمٰن ثانی کے بیانات ہوئے۔ پروگرام کو کامیاب کرنے کے لئے حافظ حبیب اللہ، حبیب اللہ، محمد سلمان، محمد رمضان نے بھرپور محنت کی، اللہ پاک جزائے خیر دے۔ آمین۔

زرولی خان دامت برکاتہم کے کلاس فیلو اور تکرار کے ساتھی تھے۔

دورۂ تفسیر القرآن العظیم:

سن ۱۹۷۲ء اور ۱۹۷۳ء میں دو مرتبہ آپ نے شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خان رحمہ اللہ کے دارالعلوم تعلیم القرآن راولپنڈی میں دورۂ تفسیر کیا۔

بیعت:

سلسلۂ نقشبندیہ میں آپ نے خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف میں حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمہ اللہ کے دستِ حق پرست پر بیعت کی۔ ان کی رحلت کے بعد ان کے صاحبزادے و جانشین حضرت مولانا خواجہ خلیل احمد دامت برکاتہم سے بیعت کی۔ بعدہ سلسلہ قادریہ راشدیہ میں مولانا حافظ غلام رسول صاحب رحمہ اللہ خلیفہ مجاز حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ سے اجازتِ سلوک حاصل کی۔

دورۂ میراث:

دورۂ حدیث اور دورۂ تفسیر کے بعد ایک مرتبہ آپ نے جامعہ عبیدیہ ملتان میں حضرت مولانا مفتی عبدالقادر رحمہ اللہ سے دورۂ میراث کیا۔

تدریس کا آغاز:

فراغت کے بعد آپ نے اپنے والد محترم حضرت مولانا زکریا رحمہ اللہ کے قائم کردہ دینی ادارہ مدرسہ تجوید القرآن رحمانیہ خانو خیل میں تدریس کا آغاز کیا اور مدرسہ کی تمام تر ذمہ داریوں کو اپنے کندھوں پر لیا، انتظامی امور کے ساتھ دینی تعلیمی امور میں بھی بہتری لانے کی کوشش کی۔

جامعہ نعمانیہ صالحیہ میں تدریس:

غالباً سن ۱۹۹۷ء اور ۱۹۹۸ء میں عرصہ دو سال جامعہ نعمانیہ صالحیہ ڈیرہ اسماعیل خان میں بخاری جلد ثانی، ترمذی شریف اور ابوداؤد شریف، مؤطین اور نسائی شریف بھی پڑھائیں اور ان کے ساتھ ساتھ مدرسہ تجوید القرآن رحمانیہ کے اسباق چلتے رہے۔

مدرسہ خالد بن ولید سوہان اسلام آباد:

۲۰۰۸ء سے ۲۰۱۶ء تک مدرسہ خالد بن ولید سوہان اسلام آباد میں چالیس روزہ دورۂ تفسیر القرآن العظیم پڑھاتے رہے۔

سیاسی تعلق:

سیاسی طور پر جمعیت علمائے اسلام سے وابستگی رہی، قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ کے بااعتماد ساتھیوں میں شمار ہوتا تھا، جمعیت علمائے اسلام کی ضلعی عاملہ میں نائب امیر کے عہدے پر رہے، اسی طرح ناظم انتخابات کے عہدے پر بھی رہے، مرکزی مجلس عمومی وصوبائی مجلس عمومی کے ممبر بھی رہے، ضلعی مجلس عاملہ کے سرپرست رہے۔ قائد جمعیت نے سینیٹر بنانے کی بھی کوشش کی لیکن والد گرامی رحمہ اللہ نے بغیر عہدے کے جماعت کی خدمت کرنے کو ترجیح دی۔ عہدے کا لالچ نہیں تھا۔

امامت وخطابت:

۲۰۱۷ء تک اپنے والد محترم کے قائم کردہ دینی ادارہ کی مسجد میں امامت و خطابت کرتے رہے، عرصہ دو سال سے علیل تھے، گردوں کا مرض لاحق تھا، طبیعت میں بہتری اور کمی چلتی رہی، آخری دس دن صاحب فراش رہے، پمز ہسپتال اسلام آباد میں ایڈمٹ ہوئے، وہاں سے ڈسچارج ہو کر مدرسہ خالد بن ولید سوہان اسلام آباد میں چار دن رہے۔

بالآخر ۱۴ر دسمبر ۲۰۱۹ء بروز ہفتہ، بعد از نماز عشاء مسنون عمر ۶۳ سال پوری ہونے پر خالق حقیقی سے جا ملے۔ پسماندگان میں چھ بیٹے، دو بیٹیاں چھوڑے، الحمد للہ! سارے بھائی حافظ قرآن ہیں، بڑے دو بھائی درس نظامی مکمل کرنے کے بعد تدریس میں مصروف ہیں جبکہ باقی زیرِ تعلیم ہیں۔ ☆☆

ختم نبوت کانفرنس، پنوعاقل

پنوعاقل (محمد مبشر گجر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام ختم نبوت کانفرنس ۲۰ر دسمبر بعد نماز مغرب عیدگاہ میں منعقد ہوئی۔ کانفرنس کی صدارت درگاہ بالیجی شریف کے چشم و چراغ سائیں مولانا غلام اللہ نے کی اسٹیج سیکریٹری کے فرائض حافظ عبدالغفار نے سرانجام دیے۔ مقررین میں حضرت مولانا قاری خلیل الرحمٰن سرپرست عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پنوعاقل، مولانا محمد حسین ناصر، مولانا مفتی محمد طاہر بالیجوی، مولانا قاضی احسان احمد کراچی، مولانا مفتی محمد راشد مدنی رحیم یار خان اور مجاہد جمعیت مولانا حافظ حمد اللہ صاحب کے بیانات ہوئے۔ علماء کرام نے عقیدۂ ختم نبوت پر تفصیل سے بیان کرنے کے علاوہ حکومت کی قادیانیت نوازی پر بھی بھرپور تنقید کی۔ کانفرنس کو کامیاب کرنے کے لئے پنوعاقل جماعت کے امیر قاری عبدالقادر چاچڑ، غلام شبیر شیخ، حافظ عبدالغفار شیخ، مولانا فہد علی، مولانا محمد حسن جتوئی، بھائی عبیداللہ، محمد ایاز شیخ، بھائی بشیر، بھائی محمد زمان نے خوب محنت کی۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے جھوٹ!

بیان: حضرۃ مولانا سیّد اسعد مدنی رحمہ اللہ

آنحضرت ﷺ کا اسوۂ مبارکہ:

سامعین عظام! سیّدالاولین وآخرین سیّدنا ومولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شاندار اسوۂ مبارکہ ہمارے پیش نظر ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان نبوت سے پہلے اور بعد میں ایسی صاف ستھری زندگی اور کمال اخلاق کا مظاہرہ فرمایا کہ آپ کا بڑے سے بڑا دشمن بھی آپ کے ذاتی کردار اور صدق وامانت پر انگلی اٹھانے کی جرأت نہ کرسکا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب صفا کی پہاڑی سے پہلی مرتبہ مکے والوں کو توحید کا پیغام سنایا تو اس سے پہلے اپنی تصدیق بھی کرائی اور جب سب نے بیک آواز کہہ دیا کہ: ”ماجربنا علیک الا صدقاً“ (بخاری شریف، ص:۷۰۲)

یعنی ہمارے تجربہ میں آپ ہمیشہ سچ ہی ثابت ہوئے تو آپ نے انہیں توحید ورسالت کا اعلان فرمایا۔ اب ہمیں مرزا غلام احمد قادیانی کے بلند بانگ دعاوی کا بھی اس تناظر میں جائزہ لینا چاہئے کہ جب مرزا قادیانی نعوذباللہ خود کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ظل اور بروز کہتا ہے اور اپنی بعثت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی بعثت ثانیہ قرار دیتا ہے۔

(خطبہ الہامیہ خزائن:۱۶/۲۷۰)

تو یہ بحث تو بعد میں کی جائے گی کہ ظلی وبروزی نبی ہوسکتا ہے یا نہیں؟ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں یا نہیں؟ اور امام مہدی ظاہر ہوچکے ہیں یا نہیں؟ پہلے یہ دیکھا جائے گا کہ اس طرح کا دعویٰ کرنے والا سچا بھی ہے یا نہیں؟ اگر سچا ثابت ہوجائے تو بحث آگے بڑھ سکتی ہے اور اگر جھوٹ ثابت ہو تو اگلی بحث بیکار ہے، کیونکہ جھوٹ کے ساتھ نبوت وولایت کا کوئی درجہ بھی جمع نہیں ہوسکتا۔ خود مرزا قادیانی نے ایک جگہ لکھا ہے:

”ظاہر ہے کہ جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہوجائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اس پر اعتماد نہیں رہتا۔“

(چشمہ معرفت روحانی خزائن:۲۳/۲۳۱)

”جھوٹ بولنے سے بدتر دنیا میں اور کوئی گناہ نہیں۔“

(تتمہ حقیقۃ الوحی خزائن،ص:۴۵۹،ج:۲۲)

ایک اور جگہ وضاحت کرتا ہے:

”ایسا آدمی جو ہر روز خدا پر جھوٹ بولتا ہے اور آپ ہی ایک بات تراشتا ہے اور پھر کہتا ہے کہ یہ خدا کی وحی ہے جو مجھ کو ہوئی ہے، ایسا بدذات انسان تو کتوں اور سوروں سے بندروں سے بدتر ہے۔“

(ضمیمہ براہین احمدیہ پنجم روحانی خزائن:۲۱/۲۹۲)

مرزا قادیانی کے جھوٹ:

حضرات گرامی! اسی اصل نکتہ کو سامنے رکھ کر جب ہم قادیانی لٹریچر کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہماری حیرت کی انتہا نہیں رہتی کہ مرزا قادیانی جو بظاہر جھوٹ بولنے کو دنیا کی بدترین برائی سمجھتا ہے خود اس برائی سے اس کی تحریرات بھرپور ہیں۔ میں بطور نمونہ صرف تین تحریریں پیش کرتا ہوں، جن سے آپ بخوبی مرزا قادیانی کے جھوٹے ہونے کا اندازہ لگاسکیں گے۔

۱:... مرزا نے لکھا ہے:

”تاریخ دان لوگ جانتے ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے گھر میں گیارہ لڑکے پیدا ہوئے تھے اور وہ سب کے سب فوت ہوگئے تھے۔“ (چشمۂ معرفت:۲۸۶، روحانی خزائن:۲۳/۲۹۹)

یہ بالکل کھلا ہوا جھوٹ ہے اور مرزا قادیانی کی من گھڑت بات ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گیارہ صاحبزادے آج تک کسی ایک بھی مورخ نے ثابت نہیں کئے، بلکہ معتبر قول میں آپ کے صرف تین صاحبزادے قاسم، عبداللہ (جن کا نام طیب اور طاہر بھی تھا) اور ابراہیم ثابت ہیں اور غیر معتبر اقوال زیادہ سے زیادہ سات تک ملتے ہیں، اس سے زیادہ نہیں۔ (سیرۃ المصطفیٰ)

۲:... مرزا لکھتا ہے:

”تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ قرآن شریف میں درج کیا گیا ہے: مکہ، مدینہ اور قادیان۔“ (ازالۂ اوہام، روحانی

خزائن:۲،۳/۲۴۴حاشیہ)

یہ بھی سفید جھوٹ ہے، قرآن پاک میں کہیں بھی قادیان کا نام نہیں آیا۔

۳:... مرزا قادیانی نے ایک جگہ لکھا ہے:

’’(وقد سبونی کل سب فما رددت علیهم جوابهم)ان علماء کرام نے مجھے ہر طرح کی گالیاں دیں، مگر میں نے ان کو جواب نہیں دیا۔‘‘

(مواہب الرحمٰن، روحانی:۱۹/۲۳۶)

ایک طرف تو یہ دعویٰ کہ میں نے کسی گالی دینے والے کو جواب نہیں دیا، دوسری طرف مرزا کی کتاب اپنے مخالفین کو مغلظات قسم کی گالیاں دینے سے بھری پڑی ہیں، یہ گالیاں ایسی اور رکیک ہیں کہ شریف آدمی انہیں زبان پر لانا بھی گوارا نہیں کرسکتا۔

مرزا کی گالیاں:

مثلاً ایک جگہ اپنے دشمنوں کو اور ان کی بیویوں کو اس طرح کوستا ہے:

’’ہمارے دشمن جنگلوں کے خنزیر ہوگئے اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئیں۔‘‘ (نجم الہدیٰ، روحانی خزائن: ۱۴/۵۳)

مشہور عالم مولانا عبدالحق غزنویؒ پر اس طرح گالیوں کے پھول برستے ہیں:

’’مگر تم نے حق کو چھپانے کے لئے جھوٹ کا گوہ کھایا.... پس اے بدذات خبیث! دشمن اللہ ورسول کے۔‘‘

(ضمیمہ انجام آتھم خزائن:۱۱/۳۳۴)

مولانا سعد اللہ صاحب کو تو مرزا نے ایسی کھل کے گالیاں دی ہیں کہ گالیوں کے موجد کی روح بھی شاید شرما گئی ہوگی۔ ملاحظہ فرمائیں، مرزا کہتا ہے:

’’اور کمینوں میں سے ایک حقیر فاسق مرد کو دیکھتا ہوں جو شیطان ملعون بے وقوفوں کا نطفہ ہے۔‘‘

خبیث مفسد و مزور..... فحش یسمی السعد فی الجهلاء۔

’’بد گو ہے، خبیث، فتنہ پرداز اور ملمع ساز ہے، منحوس ہے جس کا نام جاہلوں نے سعد اللہ رکھا ہے۔‘‘ (تتمہ حقیقۃ الوحی:۲۲/۴۴۵)

یہ تو صرف چند نمونے ہیں ورنہ ایسی بدزبانیاں مرزا قادیانی کی تحریروں میں جابجا نظر آتی ہیں اور اس کی ہر بدزبانی اس کے اس دعوے کو جھوٹا قرار دیتی ہے کہ اس نے اپنے مخالفوں کو جواب نہیں دیا۔

جھوٹی پیشینگوئیاں:

حضرات گرامی! پھر کسی مدعی نبوت کی سچائی جاننے کے لئے ایک بڑا معیار اس کی پیشگوئیاں ہوتی ہیں کہ وہ درست نکلیں یا نہیں۔ چنانچہ مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ:

’’بدخیال لوگوں کو واضح ہو کہ ہمارا صدق و کذب جانچنے کے لئے ہماری پیشگوئی سے بڑھ کر اور کوئی محک امتحان (معیار آزمائش) نہیں ہوسکتا۔‘‘ (آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن:۵/۲۸۸)

اور ایک جگہ کہتا ہے:

’’کسی انسان کا اپنی پیشینگوئی میں جھوٹا نکلنا خود تمام رسوائیوں سے بڑھ کر رسوائی ہے۔‘‘ (تریاق القلوب خزائن:۱۵/۳۸۲)

اب ہمیں چاہئے کہ ہم دیگر کسی موضوع پر گفتگو کے بجائے خود مرزا قادیانی کے بتائے ہوئے معیار امتحان یعنی پیشینگوئیوں کے وقوع کی جانچ کر کے ہی مرزا قادیانی کے صدق و کذب کا فیصلہ کریں۔ چنانچہ جب ہم مرزا کی پیشینگوئیوں کا جائزہ لیتے ہیں تو یہ بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ اس کی کبھی ادعائی پیشینگوئیاں وقوع سے محروم ہیں اور عجیب بات ہے کہ جس پیشینگوئی پر زیادہ زور صرف کیا وہی پوری ہو کے نہ رہی۔ مثلاً نمونے ملاحظہ فرمائیں:

۱:... ’’مرزا قادیانی نے اپنی موت کے متعلق پیشینگوئی کی کہ: ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں۔‘‘ (تذکرہ:۵۹۱)

حالانکہ موت تو کجا کبھی مرزا کو ان مقامات مقدسہ کی زیارت بھی نہ ہوسکی اور اس کی موت کا واقعہ لاہور میں پیش آیا۔

۲:... ’’ایک نوجوان لڑکی محمدی بیگم سے نکاح کی پیشینگوئی کی اور جب اس کے والد نے لڑکی کا نکاح دوسرے شخص سے کردیا تو مرزا قادیانی نے بڑے زور و شور سے اشتہارات شائع کرائے کہ نکاح سے اڑھائی سال کے اندر اندر اس لڑکی کا باپ اور شوہر مر جائے گا اور یہ کہ وہ لڑکی ضرور میرے نکاح میں آئے گی اور جوش میں یہ کہا: ’’من ایں را برائے صدق و کذب خود معیاری گردانم۔‘‘

(انجام آتھم:۲۲۳)

ترجمہ: ’’میں اس پیشینگوئی کو اپنے صدق و کذب کے لئے معیار قرار دیتا ہوں۔‘‘

مگر خدا کا کرنا کہ مرزا قادیانی دنیا سے محمدی بیگم سے نکاح کی حسرت لئے چلا گیا، مگر یہ

پیشینگوئی پوری نہ ہوسکی اور وہ خود اپنے معیار کے مطابق کاذب قرار پایا اور محمدی بیگم کا شوہر ڈھائی سال میں تو کیا مرتا، مرزا قادیانی کے مرنے کے بھی چالیس سال بعد تک زندہ رہا اور ۱۹۴۸ء میں وفات پائی۔

۳:... مشہور اہل حدیث اور مناظر اسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ سے خطاب کرتے ہوئے ”آخری فیصلہ“ کے عنوان سے مرزا نے پیشگوئی کی تھی: ”اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہلاک ہوجاؤں گا۔“ (مجموعہ اشتہارات:۳/۵۷۹)

اللہ تعالیٰ کی قدرت کہ مرزا قادیانی کے اس اعلان کے ٹھیک ایک سال، ایک ماہ گیارہ دن بعد مرزا قادیانی بمرض ہیضہ وفات پاکر بقلم خود اپنے کذاب و مفتری ہونے کی سند دے گیا اور حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ اس کے بعد چالیس سال تک باحیات رہ کر مرزائیوں کو ناکوں چنے چبواتے رہے۔

حضرات گرامی! مجھے خاص طور پر یہ تفصیلات اس لئے بتانی پڑ رہی ہیں کہ عموماً قادیانی مبلغین ہمارے سادہ لوح بھائیوں کے پاس آ کر ختم نبوت کے معنی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری کے عقیدۂ کے متعلق فضول قسم کی باتیں اور رکیک تاویلات پیش کرنی شروع کر دیتے ہیں، جس سے سننے والا شک اور شبہ میں مبتلا ہوجاتا ہے۔ ایسے موقع پر ہمارے لئے قابل غور بات صرف یہ ہونی چاہئے کہ جس شخص کو نبی یا مسیح یا مہدی بتایا جارہا ہے آیا وہ خود اس قابل بھی ہے یا نہیں کہ اس کو ایسے عظیم منصب پر فائز مانا جائے۔ اس کے بغیر سب بحثیں بے معنی ہیں اور علماء اسلام نے مرزا قادیانی کی تحریرات اور دعاوی کا مطالعہ کرکے مرزا قادیانی کے جھوٹ کو اتنا آشکارا کردیا کہ اب اس میں کسی قسم کے شک وشبہ کی گنجائش باقی نہیں رہ گئی ہے، بلکہ خود مرزا کی اپنی تحریرات سے ان کا کاذب اور مفتری ہونا واضح ہے۔

انگریزی نبوت:

حضرات گرامی! قادیانی جماعت کی تاریخ پڑھنے سے یہ بات بھی کھل کر سامنے آتی ہے کہ اس کی مکمل ساخت اور پرداخت انگریزی حکومت کے زیر سایہ ہوئی اور حکومت برطانیہ نے ملت اسلامیہ کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنے اور تحریکات جہاد کا سبوتاژ کرنے کے لئے مرزا قادیانی کی صورت میں جھوٹے مدعی نبوت کو کھڑا کیا تھا۔ چنانچہ فریضہ جہاد کو منسوخ کرکے مرزا نے باحسن وجوہ برطانوی مفادات کی تکمیل کی اور اپنی تحریرات میں جابجا انگریز سے مکمل وفاداری کا اقرار کیا۔

چنانچہ: مرزا قادیانی اپنے اشتہار میں لکھتا ہے:

”میں اپنے کام کو نہ مکہ میں اچھی طرح چلاسکتا ہوں، نہ مدینہ میں، نہ روم میں، نہ شام میں، نہ ایران میں، نہ کابل میں، مگر اس گورنمنٹ (انگریزی) میں جس کے اقبال کے لئے دعا کرتا ہوں۔“

(تبلیغ رسالت:۸/۶۹)

ایک جگہ لکھتا ہے:

”میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید وحمایت میں گزرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھا کی جائیں تو پچاس الماری ہوسکتی ہیں۔“ (تریاق القلوب:۲۵)

”میں نے بیسیوں کتابیں عربی، فارسی اور اردو میں اس غرض سے تالیف کی ہیں کہ گورنمنٹ محسنہ (برطانیہ) سے ہرگز جہاد درست نہیں بلکہ سچے دل سے اطاعت کرنا ہر ایک مسلمان کا فرض ہے۔“

(تبلیغ رسالت:۶/۶۵)

اس طرح کی بے شمار عبارتیں قادیانی لٹریچر میں موجود ہیں اور آج تک قادیانی جماعت دنیا میں انہیں اسلام دشمن طاقتوں کے سہارے پروان چڑھ رہی ہے۔

بنیادی اختلاف:

حضرات گرامی! میں یہاں اس غلط فہمی کا ازالہ بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ ہمارا اور قادیانیوں کا اختلاف محض جزوی اور فروعی نہیں ہے جیسا کہ قادیانی لوگ عوام کو جاکر سمجھاتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں کا قادیانیوں سے اصولی اور بنیادی اختلاف ہے۔ قادیانیت اسلام کے متوازی ایک الگ دین ہے۔ اس کو دیگر فروعی اختلاف رکھنے والے فرقوں کے درجہ میں ہرگز نہیں رکھا جاسکتا اور یہ بات خود مرزا قادیانی اور اس کے خلفاء کی تحریروں سے واضح ہے۔ مرزا بشیر الدین محمود اپنے والد مرزا غلام احمد قادیانی کی یہ فیصلہ کن وضاحت نقل کرتا ہے:

”آپ (مرزا صاحب) نے فرمایا کہ یہ غلط ہے کہ دوسرے لوگوں سے ہمارا اختلاف صرف وفات مسیح یا چند مسائل میں ہے۔ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی ذات، رسول

کریم، قرآن، نماز، روزہ، حج اور زکوۃ غرض کہ آپ نے تفصیل سے بتلایا کہ ایک ایک چیز میں ہمیں ان سے اختلاف ہے۔“ (الفضل قادیان ۳۰ جولائی ۱۹۳۱ء، بحوالہ قادیانی مذہب:۵۵۲ جدید ایڈیشن)

اسی اختلاف کو سامنے رکھ کر مرزا قادیانی نے اپنے نہ ماننے والے تمام مسلمانوں کو کافر اور جہنمی کہا ہے۔ (اشتہار معیار الاخبار، ص:۸)

اور مرزا محمود احمد خلیفہ دوم کہتا ہے:

”ہمارا یہ فرض ہے کہ غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں۔“ (انوار خلافت، ص:۹۰)

اب غور کرنے کی بات صرف یہ ہے کہ جب دین کے کسی بھی معاملہ میں ہمارا قادیانیوں سے اتحاد نہیں ہے اور قادیانیوں کے نزدیک ان کے علاوہ سب مسلمان کافر ہیں تو آخر پھر ہمیں کیوں مجبور کیا جاتا ہے کہ ہم زبردستی قادیانیوں کو مسلمان سمجھیں، ہماری اور قادیانیوں کی راہیں بالکل الگ الگ ہیں، ان کا خودساختہ دین، خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین سے بالکل مطابقت نہیں رکھتا۔ اس لئے انہیں اپنے آپ کو مسلمان یا شریعت محمدی کا تابعدار کہنے کا کوئی حق نہیں پہنچتا۔ قادیانیوں سے ہمارا مطالبہ صرف یہ ہے کہ وہ اسلام کا نام لینا چھوڑ دیں یا پھر باقاعدہ اسلام کے تمام عقائد کو تسلیم کر کے تجدید ایمان کر لیں اور مرزا قادیانی کو کافر مان لیں۔

آخر میں طویل سمع خراشی پر معذرت کرتے ہوئے، امید کرتا ہوں کہ یہ چند بکھری ہوئی باتیں اصولی طور پر موضوع کو سمجھنے میں معاون ہوں گی۔ ان شاء اللہ! ☆☆☆

بنگلہ دیش میں ختم نبوت کی صدائیں

عقیدۂ ختم نبوت امت مسلمہ کا اجماعی اور متفقہ عقیدہ ہے۔ اس عقیدہ کی حفاظت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے دور سے لے کر آج تک مسلمانوں کی اولین ترجیح رہی ہے۔ ہمارے دور میں مسیلمہ پنجاب مرزا غلام احمد قادیانی نے جب نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا تو تمام مسالک کے علمائے کرام نے اس کی واضح تردید کی، اپنی تقاریر وتحاریر میں اس پر کفریہ فتوے لگائے۔ پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے بعد قادیانیوں اور مرزائیوں نے پاکستان کا رخ کیا اور ربوہ (موجودہ چناب نگر) کو اپنا مرکز بنا لیا۔

ان حالات میں تمام دینی جماعتوں کے اکابر علمائے کرام نے مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی ذریت کا ہر میدان میں ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ بڑی بڑی ختم نبوت تحریکیں چلائی گئیں، جن میں عاشقان مصطفیٰ نے جان و مال کے نذرانے پیش کئے۔ بالآخر ۱۹۷۴ء میں ”مجلس تحفظ ختم نبوت“ کے مشترکہ پلیٹ فارم سے تمام سیاسی و دینی جماعتوں کے قائدین، کارکنان اور عوام الناس نے بھرپور تحریک چلائی جس کے نتیجہ میں ۷/ستمبر ۱۹۷۴ء کو پاکستان کی قومی اسمبلی نے قادیانیوں اور مرزائیوں کا موقف سننے کے بعد متفقہ طور پر انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔ اس طرح مسلمانوں کا یہ دیرینہ مطالبہ پورا ہو گیا۔ اب قادیانیوں نے دوسرے ممالک کا رخ کیا اور مگرمچھ کے آنسو بہاتے ہوئے اپنی مظلومیت کا ڈھنڈورا پیٹنے لگے۔

گزشتہ سال اپنے آبائی وطن بنگلہ دیش جانا ہوا، جہاں شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہ کے شاگرد رشید اور خلیفہ، جامعہ ہاٹ ہزاری کے مدیر حضرت مولانا علامہ احمد شفیع دامت برکاتہم کی زیارت ہوئی۔ معلوم ہوا کہ حضرت مولانا دامت برکاتہم نے عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت اور فرق باطلہ کے رد کے لئے ”حفاظت اسلام“ کے نام سے ایک جماعت تشکیل دی ہے، جس کے جنرل سیکریٹری جامعہ کے سینئر استاذ حضرت مولانا جنید بابونگری ہوں گے۔ حضرت دامت برکاتہم کا حلقہ چونکہ بہت وسیع ہے اور حکومتی سطح تک بھی آپ کی رسائی ہے۔ اس لئے آپ نے اپنے متعلقین اور علمائے کرام کو محاذ ختم نبوت پر خاص طور پر کام کرنے کی تلقین کر دی ہے۔ خدا کرے کہ پاکستان کی طرز پر بنگلہ دیش میں بھی ”محاذ ختم نبوت“ پر تمام دینی جماعتیں مشترکہ لائحہ عمل اختیار کریں، عوام میں قادیانیوں کے بارے میں آگاہی حاصل ہو اور ان کے عقائد ونظریات تمام مسلمانوں پر عیاں ہو جائیں۔

گلی گلی ختم نبوت کی صدائیں گونجیں اور منکرین ختم نبوت قادیانیوں کی نیندیں حرام ہو جائیں۔ ویسے ایک اطلاع کے مطابق بنگلہ دیش کے قادیانی بھی بوکھلائے ہوئے ہیں۔ سرزمین بنگلہ دیش بھی اب قادیانیوں کو اپنے لئے تنگ ہوتی محسوس ہو رہی ہے۔ بوکھلاہٹ میں اوچھے ہتھکنڈوں پر اتر آئے ہیں۔ شنید ہے کہ چند روز قبل مدرسہ تفہیم القرآن پر قادیانیوں نے حملہ کیا اور طلبا و اساتذہ کو زدوکوب کیا۔ مدرسہ میں توڑ پھوڑ کی گئی۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو قادیانیوں کے ہر قسم کے شر سے محفوظ فرمائے۔ آمین۔

مولانا محمد کلیم اللہ نعمان

نزولِ عیسیٰ علیہ السلام اور مرزائی عقیدہ!

تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کی تحقیقاتی عدالت میں مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ کا تحریری بیان

قسط:۲۷

بعثت انبیاء اور تبلیغ:

کیا انبیاء اس لئے تشریف نہ لاتے تھے کہ وہ حق کی دعوت دیں اور باطل سے منع کریں اور کیا انبیاء نے اس فریضہ کی ادائیگی میں جانیں تک قربان نہیں کیں۔ اسلام تو ہر مسلمان پر انفرادی طور پر امر بالمعروف ونہی عن المنکر لازم کرتا ہے۔ ’’کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تأمرون بالمعروف وتنھون عن المنکر‘‘ اور حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو برائی دیکھو اسے ہاتھ سے مٹاؤ۔ اگر اس کی طاقت نہ ہو تو زبان سے روکو۔ ورنہ دل سے برا سمجھو۔ اگر برائی سے روکنا ضروری نہیں تو صدیق اکبرؓ نے منکرین زکوٰۃ سے اور مدعی نبوت مسیلمہ کذاب سے کیوں جہاد کیا اور خود آنحضرت ﷺ کو کیا پڑی تھی کہ تبلیغ کرتے کرتے لہولہان ہو جاتے۔ اسلام نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر اتنا زور دیا ہے کہ ایک معمولی مسلمان خلیفہ کو ٹوک سکتا تھا اور خلیفہ کو ماننا پڑتا۔

سیاست ومذہب:

اس بیان سے صاف ہوگیا کہ مسلمان حکومت کا پروگرام تمام ملکی انتظامات کے ساتھ ساتھ مذہب ودین کو تمام فتنوں سے پاک کر کے جاری رکھنا۔ اخلاقی قدروں اور مذہبی پابندیوں کا خاص انتظام کرنا بھی ہے۔ اسلامی حکومت کا انعام ہی اسلامی اعمال کی بناء پر تھا اور اس کا پروگرام بھی وہی تھا وہی خلیفہ ہوتا وہی جماعت کا امام، اس کے تقرر میں بھی اسلامی فضائل کا لحاظ ہوتا اور اس کے خلافتی احکام کو بھی اسلامی نقطہ نگاہ سے جانچا جاتا تھا۔ خلفاء نے دنیا بھر میں اس امر کی دھاک بٹھادی کہ عادلانہ اور صحیح نظام حکومت صرف اسلامی نظام ہی ہوسکتا ہے۔

کیا اب اس کا اعادہ ممکن نہیں:

بہانہ جو اور بہانہ ساز لوگ کہتے ہیں کہ اب ایسا کرنا ناممکن ہے تو جتنا ممکن ہے اتنا تو کرنا چاہئے۔ ورنہ ایسا ہوگا کہ پلاؤ نہ ملے تو سوکھی روٹی بھی نہ کھاؤ اور بھوکوں مرجاؤ۔ خلافت راشدہ کے بعد بھی جب کہ بادشاہوں اور امیروں کے اعمال منہاج نبوت کے موافق نہ تھے۔ لیکن ملکی قانون قرآن تھا اور بڑی حد تک اس پر عمل ہوتا تھا۔ اس وقت تک اسلام دنیا میں آگے ہی بڑھا۔ جب قرآن پاک کو فوجوں، عدالتوں، درباروں اور گھروں سے العیاذ باللہ نکالا گیا۔ مسلمان بھی ذلیل ہوئے۔ ورنہ کیا محمد بن قاسم فاتح سندھ کا زمانہ خلافت راشدہ کا زمانہ تھا۔ ہرگز نہیں، لیکن ملک پر قرآنی قانون کی حکومت تھی اور اسی لئے عوام کا اکثر حصہ قرآنی رنگ میں رنگ جاتا تھا۔ اخلاق واعمال اور جذبات پر بڑا اثر تھا۔ اسی طرح سلطان محمود غزنویؒ وغیرہ کے ساتھ برکات کا ہونا اسی سبب سے تھا۔

ایک دھوکہ اور اس کا جواب:

بعض لوگ کہتے ہیں کہ اب اسلامی نظام حکومت اسی لئے قائم نہیں ہوسکتا کہ اس کے لئے دنیا کے تمام مسلمانوں کی ایک یونٹ ہونی لازم ہے۔ جو فی زمانہ ناممکن ہے۔ یہ بڑا فریب اور اسلام کی پابندیوں سے نکلنے اور بھاگنے کا ایک بہانہ ہے اور قرآن پاک سے ناواقفی کا ثبوت قرآن پاک نے مسلمانوں پر لازم کیا ہے کہ اگر دوسری جگہ کے مسلمان تم سے مدد چاہیں تو ان کی مدد کرو۔’’وان استنصروکم فی الدین فعلیکم النصر (الانفال:۷۲)‘‘ بلکہ ان کی مدد لازمی ہے۔ مثلاً ہندوستان کے مظلوم مسلمان ہم سے امداد طلب کریں تو ان کی امداد ہم پر لازم ہے۔ لیکن ساتھ ہی ارشاد فرمایا کہ:’’الا علی قوم بینکم و بینھم میثاق (الانفال:۷۲)‘‘ مگر ان مسلمانوں کی مدد ایسے وقت تم نہیں کرسکتے جب وہ مدد کے لئے ایسی قوم سے مقابلہ کے لئے بلائیں۔ جن کے درمیان اور تمہارے درمیان معاہدہ ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ اگر پاکستان اور ہندوستان کے درمیان جنگ نہ کرنے کا معاہدہ ہے۔ پھر ہم وہاں کے مسلمانوں کی مدد ہندوستانی گورنمنٹ کے مقابلہ میں نہیں کرسکتے۔ ہاں! اگر ہم چاہیں تو پہلے معاہدہ کی منسوخی کا اعلان کر

دیں۔ پھر مدد کریں ایسا ہوسکتا ہے۔ بہر حال اس میں قرآن مسلمان حکومت یا اسلامی حکومت کو ایک تعلیم دیتا ہے اور خود اس تعلیم سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک یونٹ نہ ہونے کی شکل میں بھی جہاں طاقت ہو اسلامی حکومت قائم ہوسکتی ہے۔ چاہے دوسری جگہ کے مسلمان اسلامی حکومت نہ بنا سکتے ہوں۔ نہ اسلامی حکومت میں شریک ہوسکتے ہوں۔

خلافت راشدہ کی راہنمائی:

پھر اس فریب کی لغویت اس سے بھی ہوتی ہے کہ خود خلافت راشدہ کے آخری دور یعنی حضرت علی ؓ کے زمانہ میں حضرت امیر معاویہ ؓ سے خطرناک جنگ ہوئی۔ حضرت علی ؓ نے آخرکار ایک یونٹ بنانے کا خیال ترک کر دیا۔ حضرت معاویہ ؓ کی حکومت شام ومصر پر رہی اور حضرت علی ؓ کی خلافت باقی تمام عالم اسلام پر۔ پہلی بار اسلامی نظام کی وحدت کی ضرورت کو کیوں نظرانداز کیا گیا۔ یہ ایک سوال ہے۔ جس کا جواب یہ ہے کہ قیام وحدت جتنے کشت وخون کا طالب تھا اس کو پسند نہ کیا گیا اور اس کے بالمقابل دو حکومتوں کو برداشت کر لیا گیا۔ دوسری وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ ایک یونٹ بناتے بناتے خطرہ تھا کہ مسلمانوں کی دونوں قوتیں اتنی کمزور ہو جائیں کہ بیرونی دشمن ہی غالب آجائیں۔ بہرحال یہ اسلامی تاریخ کا ایک باب ہے کہ ضرورت کے تحت علیحدہ علیحدہ نظام برداشت کر لئے گئے۔ لیکن دونوں جگہ قرآنی نظام تھا۔ صحابہ کرام ؓ کا پاک زمانہ تھا۔ اس لئے احیاء اسلام اور قرآنی نظام حکومت سے انحراف نہیں ہوسکتا۔ ہر دو جگہ کوشش اسی نظام کی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ جب شاہ روم نے حضرت معاویہ ؓ کو لکھ بھیجا کہ اگر حضرت علی ؓ کے مقابلہ میں مدد چاہو تو میں حاضر ہوں۔ حضرت معاویہ ؓ نے اس کو لکھا کہ اے رومی کتے! اگر تو علی ؓ پر حملہ کرے گا تو ان کی طرف سے سب سے پہلے میں میدان میں لڑوں گا۔

بہرحال یہ بات ضرور ثابت ہوگئی کہ مشکلات کی وجہ سے وحدت قائم نہ ہوسکے تو بھی جہاں حکومت ہو وہاں اسلامی نظام حکومت ہی ہو اور اسلامی قوانین ہی کا اجراء ہو۔ پھر یہ حکومت جتنی بھی اس طرز کے قریب آتی جائے گی اس میں اتنی قوت وبرکت پیدا ہوگی۔ اس لئے قرآن کی آیت اور خلافت راشدہ کی اس مثال سے ہم یہی سمجھتے ہیں کہ بکھرے ہوئے اور علیحدہ علیحدہ یونٹوں والے بھی اگر بنائیں تو خدائی احکام کے تحت اسلامی نظام ہی بنائیں۔ یہ کہنا کہ چونکہ ساری دنیا کے مسلمان ایک حکومت کے ماتحت نہیں اس لئے ہم اسلامی اور قرآنی نظام نہیں چاہتے۔ یہ اسلام سے انکار کرنے کے لئے ایک حیلہ ہے۔ یہ اسی طرح ہے کہ چونکہ دنیا کے سارے مسلمان تابع قرآن نہیں رہے۔ اس لئے اب ہم سے بھی اس پر عمل نہیں ہوسکتا۔

اسلامی حکومت اور غیر مسلم:

اسلامی حکومت میں غیر مسلم بحیثیت رعایا کے رہ سکتے ہیں۔ اس وقت ان کے انسانی حقوق دوسرے مسلمانوں کے برابر ہوں گے۔ مثلاً ان کی جان کی حفاظت، ان کے مال کی حفاظت، ان کی آبرو کی حفاظت، ان کے مکانوں اور عبادت گاہوں کی حفاظت حکومت کے ذمہ ہوگی۔ ان کے قتل کے عوض مسلمان قتل کیا جائے گا۔ اس طرح ان کو اپنے مذہبی رسوم وعبادت کی آزادی ہوگی۔ تجارت وغیرہ ذرائع معاش کی آزادی ہوگی۔ قانون کے ذریعہ انصاف حاصل کرنے کی آزادی ہوگی۔ ایک انسان کو باعزت زندگی گزارنے کے لئے یہ چیزیں ازبس ہیں۔

حکومت میں حصہ:

یہ نہ ہو سکے گا کہ وہ مسلمانوں کا امیرالمؤمنین بنادیا جائے گا یا جو امیر کے قائم مقام قوت ہو مثلاً وزیر یا گورنر، اسی طرح چونکہ مسلمانوں کا امیر مسلمانوں کے ارباب بست وکشاد کے مشورہ سے منتخب ہوتا ہے اور ارباب بست وکشاد میں زیادہ تر دینداری، علم وتقویٰ، پرانا خادم اسلام ہونا وغیرہ ملحوظ ہوتا ہے۔ جیسے انصار ومہاجرین تھے۔ جن پر تمام عالم اسلام کو اعتماد تھا۔ اگر الیکشن ہوتا انہی حضرات کو تمام ووٹ ملتے۔ آج کل اسی طرز کے قریب قریب مجلس شوریٰ یا اسمبلی کا انتخاب ہوسکتا ہے۔ جس کو اپنا امیر یا حاکم نامزد کرنا ہوتا ہے۔ اس لئے جب وہ غیر مسلم حاکم نہیں بن سکتا، حاکم ساز اسمبلی کا ممبر بھی نہیں ہوسکتا۔ اگر حاکم سازی کے سوا وہ اپنی قوم کی طرف سے سرکاری کاموں کے سلسلہ میں نمائندہ منتخب ہوتا ہے ہوتا رہے۔ اگر حکومت ان کی قوم سے چند آدمی مانگے۔ حکومت کو اختیار ہے۔ لیکن حاکم ساز یا آئین ساز اسمبلی کا ممبر وہ نہیں ہوسکتا۔ یہ بات اس کے شہری اور انسانی حقوق سے زائد ہے۔ یہ تو حکومت کی بات ہے اور حکومت مسلمانوں کی ہے تو انہی کو وہ حکومت چلانی ہے۔ اس سلسلہ میں قرآن میں صاف احکام موجود ہے کہ غیر مسلموں کو اپنا رازدار نہ بناؤ، ان سے ایسی دوستی نہ کرو۔ ان کا بس چلے تو تمہارے خلاف کوئی کسر اٹھا نہیں رکھیں گے۔ (جیسا کہ منڈل نے کیا)

حضرت عمرؓ کا واقعہ:

اس سلسلہ میں امام فخرالدین رازیؒ نے تفسیر کبیر میں ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ بصرہ میں ایک نصرانی منشی آیا۔ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے حضرت عمرؓ سے عرض کیا کہ بہت لائق ہے۔ اس کو دفتری کام کے لئے منشی رکھ لیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ نہیں۔ انہوں نے کہا کہ اس کے بغیر کام نہیں چلتا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اگر وہ مرجائے پھر کیا کرو گے تو جو اس وقت کرو گے وہ ابھی سے ہی کیوں نہیں کر لیتے۔

تبلیغ کا حق:

کسی غیرمسلم کو یہ حق بھی نہیں کہ وہ اسلامی حدود اختیار میں اپنے مذہب کی تبلیغ کرے۔ اس کی آسان وجہ تو یہی جا سکتی ہے کہ اسلامی حکومت میں کفر کی تبلیغ کی اجازت کیسے دی جائے؟ لیکن اس مسئلہ کو اہمیت کی وجہ سے ذرا زیادہ واضح کرنا لازمی ہے۔

اسلام اور دوسرے مذاہب:

ہمارا عقیدہ ہے کہ اسلام ہی ایک سچا مذہب ہے جو فلاح دارین کا ضامن ہے۔ ابدی حیات اور اخروی نجات کا اور کوئی راستہ نہیں ہے۔ ”ان الدین عنداللّٰہ الاسلام من یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منه“ (آل عمران:۱۹) کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں دین صرف اسلام ہے جو اسلام کے سوا کسی اور دین کو چاہے اس کا کوئی عمل مقبول نہیں ہوسکتا۔ اسلام انسانی اصلاح وفلاح کا ضامن ہے۔ اس سے انحراف ابدی جہنم کا مستحق قرار دیتا ہے جس کا خاتمہ اسلام پر نہ ہوا۔ وہ ابدالآباد دوزخ کا ایندھن بن جائے گا۔

کافر کے لئے دائمی جہنم ہے:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”ومن یعص اللّٰہ ورسوله فان له نار جهنم خالدین فیها ابدا (الجن:۲۳)“

دوسری جگہ ارشاد ہے: ”ان الذین کفروا وظلموا لم یکن اللّٰہ لیغفر لهم ولا لیهدیهم طریقا. الا طریق جهنم خالدین فیها ابدا (النساء:۱۶۸،۱۶۹)“

تیسری جگہ ارشاد ہے: ”وما هم بخارجین من النار (البقرہ:۱۶۷)“

چوتھی جگہ ارشاد ہے: ”ان اللّٰہ لعن الکافرین واعدلهم سعیرا خالدین فیها ابدا“

ان تمام جگہوں میں خالدین کے بعد ”ابدا“ فرمایا کہ ہمیشہ رہیں گے۔ دوزخ میں ہمیشہ ہمیشہ اس سے نکلیں گے نہیں۔ تمام امت کا یہی عقیدہ ہے۔

(جاری ہے)

تحفظ ختم نبوت کانفرنس، لاہور

لاہور (مولانا عبدالنعیم) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت یونٹ ٹاؤن شپ لاہور کے زیر اہتمام تحفظ ختم نبوت کانفرنس جامعہ صدیقیہ فاروقیہ میں پیر میاں محمد رضوان نفیس کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ کانفرنس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا، مرکزی ناظم نشر و اشاعت مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، خطیب جامع مسجد ہذا مولانا عزیز اللہ، مولانا محمد اسلم ندیم، مولانا حبیب الرحمٰن، مولانا کاشف بلال، مولانا مہتاب، امیر یونٹ پیر محمد آصف، قاری عبدالستار ابراہیمی، مولانا محمد طیب لاہوری، معروف نعت خواں مولانا ابوبکر حسانی، حافظ مدثر اسامہ اور متعدد دیگر رہنماؤں اور ممتاز شخصیات نے شرکت وخطاب کیا۔ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے مقررین نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے تمام مکاتب فکر ایک پیج پر جمع ہیں۔ نبی کی عزت وناموس پر کسی صورت آنچ نہیں آنے دیں گے۔ قادیانی اپنی آئینی حیثیت تسلیم کرلیں ان کو گلے لگانے کو تیار ہیں۔ حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ حکومت کی جانب سے امتناع قادیانیت آرڈیننس پر عمل درآمد نہ کرانا قادیانیوں کے ساتھ دوستی کے مترادف ہے۔ تمام علماء مہینہ میں ایک خطبہ جمعہ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور قادیانی فتنہ کی سنگینی کو عوام کے سامنے بیان کریں۔ مقبوضہ کشمیر میں بھارتی مظالم افسوسناک ہیں۔ مولانا عزیز الرحمٰن ثانی نے کہا کہ فتنہ قادیانیت ہر اعتبار سے امت مسلمہ پر حملہ آور ہے، ہمارے اکابر و اسلاف نے ہمیشہ امت کی رہنمائی کی۔ قوانین ختم نبوت قانون توہین رسالت کے خلاف سازشیں قادیانی واستعماری ایجنڈا ہے۔ قادیانیوں کو غیرمسلم اقلیت قرار دلوانا مجاہدین ختم نبوت اور اراکین پارلیمنٹ کا تاریخی کارنامہ ہے۔ مولانا اسلم ندیم نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ صیہونی و سامراجی قوتیں قادیانیوں کو اپنے مذموم مقاصد کے حصول کے استعمال کے لئے کوشاں ہیں جو بالخصوص قانون ناموس رسالت میں ترمیم یا خاتمہ، ملک عزیز کو عدم استحکام سے دوچار کرنا اور فرقہ واریت کو ہوا دینے جیسے کاموں میں آگے ہیں، ہم ان کی کسی بھی سازش کو کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔ مولانا عزیز اللہ نے کہا کہ پاکستان کی پارلیمنٹ نے یہ فیصلہ کیا کہ فتنہ قادیانیت کا اسلام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ یہ فیصلہ پارلیمنٹ کا جمہوری فیصلہ تھا۔ آج پوری دنیا میں جمہوریت کا فیصلہ حجت قرار دیا جاتا ہے تو پھر پاکستانی پارلیمنٹ کی جمہوریت کا فیصلہ حجت کیوں نہیں۔ دراصل ان کو مغرب کی پشت پناہی حاصل ہے اور پوری دنیا میں ان کو مظلوم ثابت کرنے کی کوشش کی جاری ہے۔

خبروں پر ایک نظر

عقیدۂ ختم نبوت احیاء دین اور وحدت امت کا مظہر ہے

لاہور (مولانا عبدالنعیم) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ختم نبوت علماء و تاجر کنونشن جامع مسجد مولانا احمد علی لاہوری اچھرہ میں مجلس لاہور کے نائب امیر پیر میاں محمد رضوان نفیس کی صدارت میں منعقد ہوا۔ جس میں شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا، مولانا علیم الدین شاکر، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، انجینئر حافظ نعیم الدین شاکر سمیت اچھرہ مارکیٹ، لٹن مارکیٹ کے عہدیداران سمیت بڑی تعداد میں تاجر برادری نے شرکت کی۔ مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت احیاء دین اور وحدت امت کا مظہر ہے، مسلمانوں کی اجتماعیت و یگانگت عقیدۂ ختم نبوت میں مضمر ہے۔ قادیانی نہ صرف آئین پاکستان کے تحت غیر مسلم ہیں، بلکہ وہ آئین پاکستان کے غدار اور اسلام و ملک کے ازلی دشمن ہیں، قادیانی گروہ کو پروان چڑھانا صریحاً اسلام اور آئین پاکستان سے انحراف ہے۔ قادیانی کفر وارتداد پر ملکی و غیر ملکی عدالتوں کے فیصلے سامنے آچکے ہیں قادیانی گروہ اسلام کا ٹائٹل استعمال کرکے اپنے کفر وارتداد کو اسلام بنا کر پیش کر رہا ہے، اسلامیان پاکستان قادیانی فتنہ اور باطل قوتوں کی سرکوبی کے لئے پرامن جدوجہد جاری رکھیں۔ مولانا علیم الدین شاکر نے کہا کہ حرمت رسول کے تحفظ کا فریضہ سرانجام دینا عقائد اسلام کے تحفظ کے ساتھ ساتھ روحانی واصلاحی تقاضوں کی بھی تکمیل ہے، مغربی ممالک قادیانیوں کو مسلم سوسائٹی کا حصہ سمجھنے سے گریز کریں، قادیانی سوشل میڈیا اور فلاحی کاموں کے ذریعے نوجوان نسل کے ایمان وعقیدہ پر ڈاکہ زنی کر رہے ہیں ان کی شرانگیزیوں سے بچنا لازم اور ضروری ہے۔ مولانا عزیز الرحمٰن ثانی نے کہا کہ ختم نبوت کا پلیٹ فارم تمام مسلمانوں کا متفقہ پلیٹ فارم ہے، ہمارے اکابرین نے باہمی اتحاد واتفاق سے اس فتنہ کا مقابلہ کیا۔ شہدائے ختم نبوت نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرکے ہمیشہ گلشن رسالت کی آبیاری اور ناموس رسالت کے چراغ کو روشن کیا ہے، پوری دنیا میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اکابرین اس فتنہ کا تعاقب کرتے رہیں گے۔

تحفظ ختم نبوت سوشل میڈیا ورکشاپ سے خطاب

لاہور (مولانا عبدالنعیم) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ختم نبوت سوشل میڈیا ورکشاپ مرکز ختم نبوت میں ہوئی۔ جس میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا، معروف مصنف محمد متین خالد، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مبلغ ختم نبوت لاہور مولانا عبدالنعیم، میڈیا اینکر پرسن رانا محمد حسن، مولانا علیم الدین شاکر، قاری جمیل الرحمٰن اختر، میاں محمد رضوان نفیس، حافظ محمد اشرف گجر، مفتی محمد عثمان، قاضی عبدالودود، مولانا عبدالرحمٰن سمیت بڑی تعداد میں سوشل میڈیا ایکٹیوسٹ نے شرکت کی۔ مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت اور قرب حاصل کرنے کا ذریعہ ہے، قادیانی سوشل میڈیا پر مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی ناپاک کوشش کر رہے ہیں ہم سب کو دیگر میدانوں کی طرح سوشل میڈیا پر بھی تحفظ ختم نبوت کا کام اور فتنہ قادیانیت کا تعاقب کرنا ہوگا۔ محمد متین خالد نے کہا کہ ختم نبوت کے پیغام کو دنیا بھر میں عام کرنے کے لئے جدید ذرائع استعمال کرنے ہوں گے قادیانی سوشل میڈیا پر مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لئے مختلف حربے استعمال کر رہے ہیں جن کا تدارک کرنا ہم سب کی ذمہ داری ہے، میڈیا اینکر پرسن رانا محمد حسن نے ملٹی میڈیا پروجیکٹر کے ذریعہ پریزنٹیشن دی۔ مولانا عزیز الرحمٰن نے کہا کہ امت مسلمہ نے کسی بھی دور میں جھوٹے مدعی نبوت کو کامیاب نہیں ہونے دیا۔ مجاہدین ختم نبوت نے قادیانیوں کو ہر محاذ پر شکست سے دوچار کیا۔ مولانا عبدالنعیم نے کہا کہ قادیانیوں کی چالبازیوں اور ان کے مکروفریب سے بچنا تمام مسلمانوں کے لئے ضروری ہے۔ انہوں نے کہا کہ ناموس رسالت قانون اور امتناع قادیانیت آرڈیننس کے خلاف سازشیں کرنے والوں کا بھرپور انداز میں مقابلہ کیا جائے گا۔

تبصرۂ کتب

نوٹ:تبصرہ کے لئے کتاب کے دونسخوں کا موصول ہونا ضروری ہے۔(ادارہ)

کتاب کا نام: علمائے جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن اور ان کی تصنیفی و تالیفی خدمات۔

تحریر: مولانا سید محمد زین العابدین۔

ضخامت: ۷۸۹ صفحات۔ قیمت: درج نہیں۔

ملنے کا پتا: ادارۃ النور، دکان نمبر:۲-۳۔انور مینشن بنوری ٹاؤن، کراچی۔

کتاب کے مؤلف جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے فاضل اور ذی استعداد ساتھی ہیں۔اللہ تبارک وتعالیٰ نے علمی ذوق بھی وافر مقدار میں عطا فرمایا ہے۔ ہر وقت کوئی نہ کوئی علمی کام اپنے طور پر کرتے ہی رہتے ہیں۔اپنے اساتذہ اور اپنی مادرِ علمی کے ساتھ محبت کے اظہار کا یہ انداز انہوں نے اختیار کیا ہے۔ زیرِ تبصرہ کتاب میں مرتب موصوف نے جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے تقریباً چالیس علماء واساتذہ کی تین سو پینسٹھ کتب کا تعارف اور تصنیفی و تالیفی خدمات کا ذکر کیا ہے۔

کتاب کے شروع میں جامعہ کے رئیس حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر دامت برکاتہم العالیہ کے کلماتِ تبریک اور مفتی رفیق احمد بالاکوٹی دامت برکاتہم کا جاندار مقدمہ اس کتاب کی توثیق کے لیے کافی شاہد ہے۔

اپنی طرف سے کچھ لکھنے کی بجائے حضرت مفتی رفیق احمد دامت برکاتہم نے اس کتاب کا جو تعارف مقدمہ میں لکھا ہے، اسے من وعن نقل کیا جاتا ہے:

"☆......اس مجموعہ میں مرتب نے ہر صاحب تصنیف کا مختصر تعارف اور اُن کی میسر تصنیفات کی فہرست ذکر کی ہے اور جس کتاب یا تصنیف کے بارے میں اہلِ علم کے تأثرات دریافت ہوسکے، وہ درج فرمائے گئے ہیں۔اسی طرح کسی کتاب سے متعلق کہیں رسائل و جرائد میں کوئی تبصرہ چھپا ہو تو اسے بھی شامل فرما کر کتاب کا معیارِ قبولیت اور رُتبہ اِستناد نمایاں فرمایا گیا ہے۔

☆......اِقتباسات کو حوالہ جاتی آداب کے ساتھ نقل کیا گیا ہے اور اس کے اِبتدائیے اور اِختتامیے کے اندر ربط، روانی اور تناسب کا خاص خیال رکھا گیا ہے۔

☆......مرتب عزیز کی تحریری مشق الحمدللہ! اتنی ہوچکی ہے کہ حشو و زوائد سے دامن بچانے میں کامیاب رہتے ہیں۔ یہاں بھی سرخ رُوئی انہیں شامل حال رہی ہے۔

☆......اس مجموعہ میں ایک نمایاں پہلو یہ بھی ہے کہ بعض ایسے اکابر کی تحریری کاوشوں کا تعارف بھی پیش فرمایا گیا ہے جو کلی طور پر یا دیر تک جامعہ سے وابستہ نہیں رہے تھے۔

بہر کیف برادرِ گرامی مولانا سیّد زین العابدین سلّمہٗ کا یہ کام اِنتہائی مستحسن ہے کہ انہوں نے مشاہیر اکابرِ جامعہ کی تصنیفی خدمات کا تعارفی مجموعہ مرتب فرمایا ہے۔ان کی اس کاوش کی بدولت کئی اکابر کی تصنیفات کا تعارف میسر آیا اور کئی خدمات گوشۂ خمول کی نذر ہونے سے بچ گئیں۔

یہ کاوش، قدر شناس اہلِ علم کے علمی ذوق کو ضرور اپنی طرف متوجہ کرے گی اور انہیں اکابر کی تصنیفی خدمات سے اِستفادہ کا اِشتیاق مہیا کرے گی۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ یہ مجموعہ مرتب عزیز کی مخلصانہ نیک تمناؤں کے عین مطابق قبولیت تامہ اور مقبولیت عامہ سے ہم کنار ہو۔ وما ذٰلک علی اللہ بعزیز!"

کتاب کو دو رنگوں میں چھاپا گیا ہے۔ کاغذ، جلد بندی اور طباعت اعلیٰ ہے۔اللہ تبارک وتعالیٰ مرتب کو جزائے خیر عطا فرمائے، آمین۔

(مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ)

ضروری اعلان

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان "ہفت روزہ ختم نبوت کراچی" کی مسلسل اور کامیاب اشاعت کا ۳۹ واں سال شروع ہوچکا ہے۔مجلس کی سرگرمیاں، کارگزاری، خبریں، عقیدۂ ختم نبوت پر علمی فقہی مقالات، دعوتی مضامین اور فتنۂ قادیانیت کا تعاقب وغیرہ مختلف سلسلوں پر مشتمل ایک معیاری پرچہ۔خود بھی پڑھیں اور اپنے احباب کو بھی ترغیب دیں۔رسالہ کی معیاری اور جاذب نظر PDF فائل اس لنک سے ڈاؤن لوڈ کی جاسکتی ہے:

http://shaheedeislam.com, www.khatm-e-nubuwwat.info

اسلام زندہ باد — فرما گئے یہ ہادی لا نبی بعدی — تاجدار ختم نبوت زندہ باد

بمقام

اسٹیڈیم قلعہ کہنہ قاسم باغ ملتان میں

ختم نبوت کانفرنس

بتاریخ 6 مارچ 2020 بروز جمعۃ المبارک بعد نماز مغرب

عبدالرزاق اسکندر — عزیز احمد — محمد ناصر الدین خاکوانی — خلیل احمد — عزیز الرحمن جالندھری — اللہ وسایا

قائد ملت اسلامیہ
جبل استقامت محسن مدارس دینیہ، ترجمان اسلام
مولانا حضرت فضل الرحمٰن صاحب مدظلہ
امیر جمعیت علماء اسلام پاکستان

شیخ الاسلام
مفتی حضرت مولانا محمد تقی عثمانی صاحب
شیخ الحدیث و نائب صدر جامعہ دارالعلوم کراچی

پیر طریقت رہبر شریعت
محبوب العلماء والصلحاء
حافظ حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ
مہتمم جامعہ معہد الفقیر جھنگ

محمد حنیف جالندھری — سید سلیمان بنوری — شاہ اویس احمد نورانی — ساجد میر (سینیٹر) — لیاقت بلوچ (جنرل سیکرٹری جماعت اسلامی) — عبدالماجد صدیقی — ضیاء اللہ شاہ

منیر احمد منور — کریم بخش — ظفر احمد — ارشاد احمد — زبیر احمد — محمد نواز — محمد احمد — محمد عابد — محمد ادریس — عطاء الرحمن — ظفر اقبال — محمد زکی عباسی — عامر محمود

عبدالحق — محمد اسماعیل — احسان احمد — محمد راشد — عزیز الرحمن — محمد اسحاق — محمد حمزہ لقمان — محمد اقبال — محمد خبیب — محمد انس — اسد اللہ — محمد وسیم اسلم

شعبہ نشر و اشاعت
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

0301-7500173
0301-7904257
0300-7927032